



شاہراہِ اُردو

ماڈیول برائے اُردو اساتذہ (جماعت ششم تا ہشتم)

زبانِ اُردو کی تدریس کے دوران ضرورت مندی کا تجزیہ

آلور وینکٹ راؤ مرکز برائے فروغِ لسانیات

محاوروں اور ضرب الامثال

تعمیم اور استعمال

اشعار کی تشریح (مع)

شعری اصطلاحات

تعمیم 4

اقوالِ درین کی وضاحت

تعمیم 2

تصویرات و تخیلات کو زبانی و
تحریری ذرائع سے رو بہ عمل لانا

تعمیم 1

اصنافِ ادب کا تعارف



DEPARTMENT OF STATE EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

NO. 4, 100 FT RING ROAD, BANASHANKARI, 3RD STAGE, BENGALURU

ناشر و حقوق

ڈائریکٹر:

ریاستی محکمہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت

نمبر 4، 100 فٹ رنگ روڈ،

بنشنگری، تھرڈ اسٹیج، ہوس کیر، ہلی،

بنگلور-85

فون نمبر : 26980100

فیکس : 080-26422377

ای-میل : dpi.dsert@gmail.com

طباعت : 2022-23

نشر و اشاعت :

نوءلڈلر اذلكال

ڈا. موءلڈلر ؒللسلنل
للسل سلاللاللر، ڈللسل، الللر

سللاللر نوءلڈلر اذلكال

رللاللر ؒللسلنل
للسلنللاللر، ڈللسل، الللر

سلللسلرللاللر سلللسل

ڈا. موءلڈلر ڈاللسل اللر
الللسللسللسل سلاللسلر، MANUU
سلللسلر سلللسل مءالللللاللر، الللر

سلللسلر موءلڈلر ؒللسلنل
نللسلر سلالر سلللسلر
الللر

ملاءلرلر رللسلر ڈللسل

01) MOHAMMED JAVEED IQBAL SIDDIQUI GUHPS Bandarwad, TQ: Afzalpur, DT: Kalaburagi	01) ؒللسلر الللر الللر سرلرلر اردو مدرسلر سلللسلر بئرلر الللر، الللر: الللر، سلللسلر: ؒللسلر
02) MOHAMMED NOORULLAH ASIF GUHPS Rahmat Nagar Sedam, TQ: Sedam, DT: Kalaburagi	02) ؒللسلر الللر الللر سرلرلر اردو مدرسلر سلللسلر رءلر الللر، الللر: الللر، سلللسلر: ؒللسلر
03) GULABASHAH GUHPS Atnoor, TQ: Afzalpur, DT: Kalaburagi	03) ؒللسلر الللر سرلرلر اردو مدرسلر سلللسلر الللر، الللر: الللر، سلللسلر: ؒللسلر
04) ASMA ALAM GHS(Girls) Aland, TQ: Aland, DT: Kalaburagi	04) الللر الللر سرلرلر مدرسلر الللر الللر، الللر: الللر، سلللسلر: ؒللسلر
05) GOUSIA BANU GUHS Jewargi Colony KLB., TQ: KLB. (South), DT: Kalaburagi	05) الللر الللر سرلرلر اردو مدرسلر الللر الللر، الللر: الللر، سلللسلر: ؒللسلر
06) SAMAR JAHAN GUHS Jewargi, TQ: Jewargi, DT: Kalaburagi	06) الللر الللر سرلرلر اردو مدرسلر الللر الللر، الللر: الللر، سلللسلر: ؒللسلر
07) AISHA ZAINAB GUHPS Naribol, TQ: Jewargi, DT: Kalaburagi	07) الللر الللر سرلرلر اردو مدرسلر سلللسلر الللر، الللر: الللر، سلللسلر: ؒللسلر

ಆಶಯ ನುಡಿ

ಭಾಷೆ ಎನ್ನುವುದು ಮನುಷ್ಯ ಜೀವನದ ವಿಸ್ಮಯ .ಶಿಕ್ಷಣಕ್ಕೆ ಭಾಷೆಯೇ ಜೀವಾಳ.ಭಾಷೆ ಅದಿಲ್ಲದಿದ್ದರೆ ಮನುಷ್ಯನ ಭಾವನೆಗಳಿಗೆ,ಅಲೋಚನೆಗಳಿಗೆ ಹರಹು,ವಿಸ್ತರತೆ,ಪ್ರಗತಿಪರತೆ ಇರುತ್ತಿರಲಿಲ್ಲ.ಭಾಷೆಯಲ್ಲಿ ಇರುವ ನಾಲ್ಕು ಕೌಶಲ್ಯಗಳಾದ ಆಲಿಸುವುದು,ಮಾತನಾಡುವುದು,ಬವಣೆಗೆ ಈ ನಾಲ್ಕು ಕೌಶಲ್ಯಗಳಲ್ಲಿ ವಿದ್ಯಾರ್ಥಿಗಳು ಪ್ರಾವೀಣ್ಯತೆ ಪಡೆದರೆ ಉಳಿದ ವಿಷಯಗಳನ್ನು ಕಲಿಯಲು ಸಾಧ್ಯವಾಗುತ್ತದೆ.ಭಾಷಾ ಕಲಿಕೆ ಎಂದರೆ ಮುಖ್ಯವಾಗಿ ಭಾಷಾ ಕೌಶಲ್ಯಗಳ ಕಲಿಕೆಯೇ ಆಗಿದೆ.ಈ ದಿಶೆಯಲ್ಲಿ ಶೈಕ್ಷಣಿಕ ಗುಣಮಟ್ಟ ಅಭಿವೃದ್ಧಿಗಾಗಿ ಹಲವಾರು ತರಬೇತಿಗಳನ್ನು ಶಿಕ್ಷಕರಿಗೆ ನೀಡಲಾಗುತ್ತಿದ್ದು ಭಾಷಾ ತರಬೇತಿಗಳನ್ನು ನೀಡಲಾಗಿದೆ.

ಪ್ರಸ್ತುತ ಶ್ರೀ ಆಲೂರು ವೆಂಕಟರಾವ ಭಾಷಾ ಕೌಶಲ್ಯ ತರಬೇತಿ ಕೇಂದ್ರ ಕಲಬುರಗಿಗೆ ಉರ್ದು ಮತ್ತು ತೆಲುಗು ಭಾಷಿಕ ಮಾಧ್ಯಮಗಳನ್ನು ಸಿದ್ಧಪಡಿಸುವ ಕಾರ್ಯ ವಹಿಸಿದ್ದು.ಈ ಕಾರ್ಯದಲ್ಲಿ ಉರ್ದು ಮಾಧ್ಯಮಗಳನ್ನು ಸಿದ್ಧಪಡಿಸುವ ಕಾರ್ಯ ಬೀದರ ಡಯಟ್ ಗೆ ವಹಿಸಲಾಗಿದೆ.ಸದರಿ ಮಾಧ್ಯಮಗಳನ್ನು ಸಿದ್ಧಪಡಿಸುವ ಹಂತದಲ್ಲಿ ಉರ್ದು ಮತ್ತು ತೆಲುಗು ಸಂಪನ್ಮೂಲ ಶಿಕ್ಷಕರ ಕಾರ್ಯ ಸ್ಮರಣೀಯ ,ಜೊತೆಗೆ ಬೀದರ ಮತ್ತು ಬಳ್ಳಾರಿ ಡಯಟ್ ಪ್ರಾಂಶುಪಾಲರು,ಶ್ರೀ ಆ.ವೆಂ.ಭಾ.ಕೌ.ತ ಕೇಂದ್ರದ ಅಧಿಕಾರಿಗಳು,ಉರ್ದು ಮತ್ತು ತೆಲುಗು ಮಾಧ್ಯಮಗಳ ನೋಡಲ್ ಅಧಿಕಾರಿಗಳು.ವಿಷಯ ತಜ್ಞರು ಮಾಧ್ಯಮ ಗಳನ್ನು ಪರಿಶೀಲಿಸಿ ಉತ್ತಮಪಡಿಸುವಲ್ಲಿ ಸಹಕರಿಸಿರುತ್ತಾರೆ.

ಈ ದಿಶೆಯಲ್ಲಿ ಭಾಷಾ ಶಿಕ್ಷಕರು ಭಾಷೆಯನ್ನು ಒಂದು ವಿಷಯವಾಗಿ ಕಲಿಸದೆ,ಪರಿಣಾಮಕಾರಿಯಾಗಿ,ವ್ಯವಸ್ಥಿತವಾಗಿ,ಸರಳವಾಗಿ ಕಲಿಸುವಲ್ಲಿ ಈ ಮಾಧ್ಯಮಗಳ ಬಳಕೆಯಾಗಬೇಕಿದೆ.ಶಿಕ್ಷಕರಿಗೆ ಭಾಷಾ ಬೋಧನೆಯಲ್ಲಿ ವೃತ್ತಿಪರತೆ ಮತ್ತು ಮಕ್ಕಳಲ್ಲಿ ಭಾಷಾ ನಿರರ್ಗಳತೆ,ಪ್ರಬುದ್ಧತೆ ಸಾಧಿಸುವುದು ಅಗತ್ಯವಿದೆ.ಸ್ಪರ್ಧಾತ್ಮಕ ಪರೀಕ್ಷೆಗಳಲ್ಲಿ ವಿದ್ಯಾರ್ಥಿಗಳು ಮಾತೃಭಾಷೆಯಲ್ಲಿ ಉತ್ತಮ ಸಾಧನೆ ಮಾಡಿರುವುದು ಇತರ ಭಾಷಿಕ ವಿಷಯಗಳಲ್ಲಿ ಅತ್ಯಂತ ಕಡಿಮೆ ಸಾಧನೆ ಮಾಡುವುದು ಗಮನೀಯವಾಗಿದೆ.ಒಟ್ಟಾರೆಯಾಗಿ ಭಾಷೆಯನ್ನು ಉತ್ತಮವಾಗಿ ಕಲಿಸುವುದು ಭಾಷಾ ಶಿಕ್ಷಕರ ಕರ್ತವ್ಯವಾಗಿದೆ.

ಜೊತೆಗೆ ಬೋಧನೆ ಮತ್ತು ಕಲಿಕೆಯಲ್ಲಿ ನಿರಂತರ ಬದಲಾವಣೆಯ ಈ ಸಂದರ್ಭದಲ್ಲಿ ಸುಧಾರಿತ,ಅತ್ಯಾಧುನಿಕ,ಡಿಜಿಟಲ್ ಸಂಪನ್ಮೂಲಗಳನ್ನು ಬಳಸಿಕೊಂಡು ಭಾಷಾ ಶಿಕ್ಷಕರು ನಾವೀನ್ಯತೆ ಹೊಂದಿದ ಭಾಷಾ ಶಿಕ್ಷಕರಾಗುವುದು ಅವಶ್ಯವಿದೆ.ಪ್ರಸ್ತುತ ಉರ್ದು ಮತ್ತು ತೆಲುಗು ಮಾಧ್ಯಮಗಳು ಶಿಕ್ಷಕರಿಗೆ ಮತ್ತು ಮಕ್ಕಳಿಗೆ ಬೋಧನೆ ಮತ್ತು ಕಲಿಕಾ ಪ್ರಕ್ರಿಯೆಯಲ್ಲಿ ಬೆಳಕು ನೀಡಲಿ ಹಾಗೂ ಈ ಮಾಧ್ಯಮಗಳ ಸದುಪಯೋಗವನ್ನು ಭಾಷಾ ಶಿಕ್ಷಕರು ಪಡೆದು ಕೊಳ್ಳಲಿ ಎಂದು ಆಶಿಸುತ್ತೇನೆ.

ಶ್ರೀ ಜಿ.ಎಂ.ವಿಜಯಕುಮಾರ

ಪ್ರಾಚಾರ್ಯರು/ಸಹನಿರ್ದೇಶಕರು

ಸರಕಾರಿ ಶಿಕ್ಷಕರ ಶಿಕ್ಷಣ ಮಹಾವಿದ್ಯಾಲಯ (ಸಿಟಿಇ)ಕಲಬುರ್ಗಿ

پیش لفظ

کسی بھی تربیتی ماڈیول کا مقصد ہوتا ہے کہ اساتذہ میں ایسی تدریسی صلاحیتیں پروان چڑھیں جن کی مدد سے وہ مطلوبہ اکتسابی ماحصل کو اپنے طلبہ میں ترویج پاتا دیکھ سکیں۔ چونکہ اساتذہ کی تربیت معلومات سے زیادہ افہام طریقہ تدریس پر منحصر ہوتی ہے۔ طریقہ تدریس گویا کہ مہارتوں اور طلبہ کے اکتسابی عمل کے دوران ضرورتوں کا ایک امتزاج ہے۔ یعنی کہ اکتسابی ماحصل کے حصول کے دوران طلبہ کن کن دشواریوں سے دوچار ہو رہے ہیں ان کا باریک بینی سے تجزیہ کرنا ہم اساتذہ کی ذمہ داری ہے۔ مذکورہ ماڈیول کا مقصد طلبہ کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا اقدام اٹھائے جاسکتے ہیں کہ طلبہ صد فیصد اکتسابی عمل میں دلچسپی لیں اور مطلوبہ اکتسابی ماحصل کو حاصل کر لیں۔

زیر بحث ماڈیول (زبانِ اُردو کی تدریس کے دوران ضرورت مندی کا تجزیہ) کی تیاری کے دوران درج ذیل نکات پر بحث کی گئی ہے۔

☆ ماڈیول کے اغراض و مقاصد

☆ اساتذہ کیلئے تدریسی تدابیر

☆ طلبہ کی ضرورت مندی

☆ زبان کی صلاحیتوں کے حصول کے دوران درپیش مسائل اور انکے حل

مندرجہ بالا تمام نکات کے بغور مطالعے کے بعد اس ماڈیول کو اس طرز پر تشکیل دیا گیا ہے کہ یہ اساتذہ کیلئے ایک تدریسی اور پیشہ ورانہ ارتقاع کا ضامن بنے۔ دورانِ تدریس اساتذہ اپنے طلبہ میں جو دشواریاں محسوس کر رہے ہیں ان دشواریوں کا حل نکالنا اس ماڈیول کے ذریعہ ممکن ہو سکے۔ اس ماڈیول میں موجود تمام ترکیبوں کا بجا اطلاق اساتذہ اور طلبہ کی ہمہ جہت ترقی میں معاون بنے۔ یہ ماڈیول زبانِ اُردو کی فطرت اور وسعت کو سمجھنے میں کارگر ثابت ہو۔ مجملہ یہ ماڈیول زبانِ اُردو کے اکتسابی ماحصل کی حصول یابی میں ایک نئی روح پھونک سکے۔

محترم سلیم پاشاہ

پرنسپال و ڈی ڈی پی آئی (ڈیولپمنٹ)، ڈائٹ، بیدر۔

فہرست اسباق

صفحہ نمبر	سبق کا نام	سلسلہ نشان
01	تعارف	01
03	تھیم نمبر 01: اصنافِ ادب کا تعارف	02
09	تھیم نمبر 02: تصورات و تخیلات کو زبانی و تحریری ذرائع سے رو بہ عمل لانا	03
12	تھیم نمبر 03: اقوالِ زرین کی وضاحت	04
17	تھیم نمبر 04: اشعار کی تشریح (مع شعری اصطلاحات)	05
27	تھیم نمبر 05: محاوروں اور ضرب الامثال کی تفہیم اور استعمال	06
36	تھیم نمبر 06: ظرافت کا مزاج پیدا کرنا	07
42	تھیم نمبر 07: دلچسپ انداز میں قواعد کی تفہیم	08
58	تھیم نمبر 08: مشکل تحریر کو لغت، کتب خانہ اور انٹرنیٹ کی مدد سے سمجھانا	09
60	تھیم نمبر 09: تلفظ، املا اور رموزِ اوقاف	10
79	تھیم نمبر 10: تجربات کو زبانی و تحریری ضبط میں لانا	11
82	تھیم نمبر 11: بر محل زبان کا استعمال	12
85	تھیم نمبر 12: کہانیاں تحریر کرنا	13
91	حوالہ جات	14

تعارف



یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی درسی کتاب یا تربیتی ماڈیول کی بنیاد "اكتسابی ماحصل" ہوتی ہے۔ اس ماڈیول کی تیاری میں بھی اکتسابی ماحصل کو ترجیح دی گئی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جماعت ششم تا ہشتم میں موجود تمام اکتسابی ماحصل کا باریک بینی سے تجزیہ کر کے ان کو تھیمس میں تبدیل کیا گیا ہے۔ بعد ازاں ان تھیمس پر تفصیلاً گفتگو کی گئی ہے۔ اس ماڈیول کے اغراض و مقاصد اور خصوصیات درج ذیل کی طرح ہیں۔

ماڈیول کے اغراض و مقاصد:

☆ اکتسابی ماحصل کے حصول کے دوران طلبہ و اساتذہ کو پیش آرہی دشواریوں کا جائزہ لینا۔

☆ راہ عمل طلبہ و اساتذہ کی ضروریات کے مطابق اختیار کرنا۔

☆ طلبہ و اساتذہ میں عمدہ زبان کو فروغ دینا۔

☆ طلبہ و اساتذہ میں زبان کے قواعد کے اکتساب کے دوران دلچسپی پیدا کرنا۔

☆ تدریسی نکات کو سرگرمیوں کی مدد سے سکھانا۔

☆ طلبہ و اساتذہ کی صلاحیتوں میں بتدریج اضافہ کرنا۔

☆ طلبہ میں زبان کے مثبت رجحان پیدا کرنا۔

☆ قواعد کو رٹنے کے بجائے انکی تفہیم کو فروغ دینا۔

☆ طلبہ و اساتذہ میں شاعری کے مزاج کو پروان چڑھانا۔

☆ زبان کی بنیادی مہارتوں کے اکتساب میں مثبت تبدیلی لانا۔

ماڈیول کی خصوصیت:

- ☆ جماعتِ ششم تا ہشتم کے زبانِ اُردو کے اکتسابی ماحصل کی وسعت کے مطابق زمرہ بندی کر کے ایک نام "تھیم" دیا گیا ہے۔
- ☆ مجملہ اس ماڈیول میں بارہ (12) تھیمس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
- ☆ ہر ایک تھیم کو درج ذیل ذیلی نکات کی روشنی میں منظم کیا گیا ہے:

(1) تعارف

(2) اغراض و مقاصد

(3) مواد

(4) سرگرمیاں

(5) جانچ

(6) نتیجہ

- ☆ سرگرمیاں اس طرح سے ڈیزائن کی گئی ہیں کہ مین و عن ان کا اطلاق تربیت گاہ اور کمرہ جماعت میں کیا جاسکتا ہے۔
- ☆ اس ماڈیول میں موجود سرگرمیاں زیر بحث تھیمس کا مکمل احاطہ کرتی ہیں۔
- ☆ جانچ کے مرحلے میں بھی سرگرمیاں رکھی گئی ہیں تاکہ تھیم کے اجزا کا مکمل اکتساب ممکن ہو سکے۔



تھیم نمبر 01: اصنافِ ادب کا تعارف

1.1- تعارف:

اردو زبان پر مشتمل ادب "اردو ادب" کہلاتا ہے جو نثر اور شاعری پر مشتمل ہے۔ نثری اصناف میں ناول، افسانہ، داستان، انشائیہ، مکتوب نگاری، مضامین، مزاحیہ مضامین، سفر نامہ، ڈرامہ وغیرہ شامل ہیں۔ جب کہ شاعری میں حمد، نعت، منقبت، نظم، غزل، رباعی، مرثیہ، قصیدہ، مثنوی وغیرہ ہیں۔

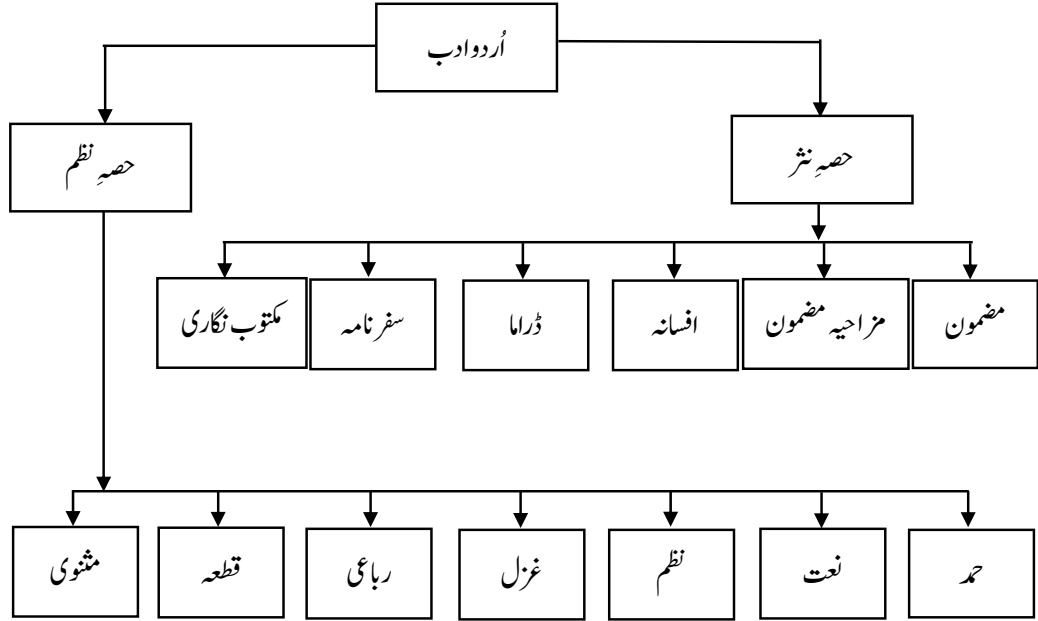
1.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ اصنافِ ادب سے متعارف کروانا۔
- ☆ اصنافِ ادب کے مطالعہ کا ذوق پیدا کروانا۔
- ☆ اصنافِ ادب میں تمیز کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- ☆ حصہ نظم میں حمد اور نعت کے علاوہ دیگر اصناف کیا ہیں؟ وہ کس طرح سے ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں؟ نظم اور غزل میں کیا فرق ہوتا ہے؟ کس طرح رباعی، غزل سے مختلف ہوتی ہے؟ ان باتوں سے واقف کروانا۔
- ☆ مصنف ایک خیال کو نثری انداز میں کس طرح پیش کرتا ہے جبکہ اسی خیال کو شاعر کلام میں کس طرح بیان کرتا ہے۔ اس کے فرق کو سمجھ کر لطف اندوز ہونا۔

1.3- مواد:

بلاشبہ اردو ادب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک حصہ نثر اور دوسرا حصہ نظم۔ نثر کی چند مشہور اصناف مضمون، مزاحیہ مضمون، ڈراما، افسانہ، سفر نامہ، انشائیہ، مکتوب نگاری، ناول وغیرہ ہیں جبکہ شاعری کی مشہور اصناف حمد، نعت، مناجات، منقبت، نظم، غزل، رباعی، قطعہ، مثنوی، مرثیہ، قصیدہ وغیرہ ہیں۔

اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ہم جماعتِ ششم تا جماعتِ ہشتم کی درسی کتاب میں موجود اصناف کا ہی احاطہ کریں گے۔



☆ مضمون: اس کے لغوی معنی کسی مسئلہ کو عام الفاظ میں پیش کرنے کے ہیں۔ یہ ایک ایسی تحریر ہے جس میں کسی بھی موضوع پر تسلسل کے ساتھ اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ مضمون کے تین اہم جز ہیں۔ پہلا تمہید: یہ حصہ مضمون کا تعارف ہوتا ہے۔ دوسرا نفس مضمون: یہ حصہ مضمون کی ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہوتا ہے۔ اس حصہ میں موضوع سے متعلق تفصیلی معلومات بیان کی جاتی ہیں۔ تیسرا خاتمہ: یہ مضمون کا آخری حصہ ہوتا ہے اس میں مضمون کا لب لباب پیش کیا جاتا ہے۔ مضامین کسی بھی موضوع پر لکھے جاسکتے ہیں۔ مضامین شخصی، معلوماتی اور تفریحی ہوتے ہیں۔

☆ مزاحیہ مضمون: ایسی تحاریر جو آپ کو سننے پر مجبور کر دیں مزاحیہ مضامین کہلاتے ہیں۔ اس صنف میں مزاح بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ اور مزاح نگار میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ زندگی کی ناہمواریوں کے ہر تجربہ سے شگفتہ پہلو نکال لیتا ہے اور اسے تخلیقی انداز میں احاطہ تحریر میں لاتا ہے۔

☆ افسانہ: افسانہ نثری ادب کی مقبول صنف ہے۔ مختصر کہانی کو افسانہ کہتے ہیں۔ دراصل افسانہ واقعات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس میں کرداروں کے ذریعے سماج میں بسنے والوں کی زندگی کی تصویر پیش کی جاتی ہے۔ اس میں حقیقت اور تخیل کی رنگ آمیزی کی جاتی ہے۔ افسانہ میں پلاٹ اور کردار کا ہونا ضروری ہے۔ افسانہ رومانی، اصلاحی، سماجی اور نفسیاتی جیسے موضوعات پر لکھے جاسکتے ہیں۔

☆ ڈراما: لفظ ڈراما 'ڈراما' یونانی زبان سے مشتق ہے جس کے معنی 'اکر کے دکھانے' کے ہیں۔ یہ پڑھنے سے زیادہ دیکھنے کی چیز ہے۔ اور زندگی کی عملی تفسیر ہے۔ ڈرامے کیلئے اسٹیج کا ہونا ضروری ہے۔ ڈراما کی یہ خصوصیات ہوتی ہیں کہ اس میں ہر بات مکالمہ کے ذریعہ پیش کی جاتی ہے۔

☆ سفر نامہ: سفر نامہ میں چشم دید واقعات اور سیر و سیاحت کی داستان قلم بند کی جاتی ہے۔ کسی بھی سفر نامہ کو پڑھ کر اس ملک و قوم کی خوش حالی، ترقی و روایت، تہذیب و ثقافت اور جغرافیائی حدود کا علم ہوتا ہے۔

☆ مکتوب نگاری: مکتوب کے لغوی معنی لکھا گیا یا لکھا ہوا کے ہیں۔ لیکن عام طور پر مکتوب سے مراد 'خط' لیا جاتا ہے۔ مکتوب نگاری ادب کی اہم صنف ہی نہیں بلکہ یہ ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعے ہم کسی شخص کے بارے میں اس کے خیالات و کیفیات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ یعنی مکتوب کاتب کی عادات و میلانات کا آئینہ دار اور اس کے جذبات اور احساسات کا ترجمان ہوتا ہے۔ شاید اسی بنا پر خط کو نصف ملاقات کہتے ہیں۔

☆ حمد: حمد ایک عربی لفظ 'مدح' سے مشتق ہے جس کے معنی 'تعریف' کے ہیں۔ اللہ کی تعریف میں کہی جانے والی نظم کو حمد کہتے ہیں۔

☆ نعت: نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی 'وصف و خوبی' اور 'تعریف و توصیف' کے ہیں۔ ایسی نظم جس میں رسول اکرم ﷺ کی ثنا و ستائش اور آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کی تعریف و توصیف کی گئی ہو نعت کہلاتی ہے۔

☆ نظم: نظم کے معنی 'پرونے' کے ہیں۔ نظم وہ منظوم کلام ہے جس میں کوئی خیال یا موضوع کو ترتیب و تنظیم کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ نظم کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں ہیئت کی کوئی قید نہیں ہے۔ نظمیں ردیف، قافیہ اور بحر کے مقررہ اوزان کی پابند بھی ہوتی ہیں۔ جنہیں پابند نظم کہتے ہیں۔ اور کبھی ان قیود سے آزاد بھی ہوتی ہیں جنہیں آزاد نظمیں کہتے ہیں۔

☆ غزل: غزل اُردو شاعری کی مقبول صنف ہے۔ یہ صنف فارسی کی دین ہے۔ غزل لفظ غزال سے نکلا ہے یعنی کہ وہ ہرن جسے زخمی کر دیا گیا ہو اور وہ درد سے کراہ رہا ہو۔ شاعری کی اصطلاح میں اس کے معنی صنفِ نازک سے باتیں کرنے کے ہیں۔ غزل وہ منظوم کلام ہے جس کا ہر شعر معنی و مفہوم کے لحاظ سے مکمل ہوتا ہے۔ غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے جس کے دونوں مصرعوں میں ردیف و قافیہ ہوتا ہے جبکہ غزل کے باقی اشعار کے مصرعِ ثانی میں ردیف و قافیہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھی غزل کے دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں بھی ردیف و قافیہ کا التزام ہوتا ہے جسے 'حسن مطلع' کہتے ہیں۔ غزل کے سب سے اچھے شعر کو بیت الغزل کہتے ہیں۔ غزل کا آخری شعر منقطع کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔

☆ رباعی: رباعی عربی میں چار کو کہتے ہیں۔ شاعری کی اصطلاح میں رباعی ایسی صنف کو کہتے ہیں جس میں چار مصرعے ہوں اور ان چار مصرعوں میں فکر و خیال کے لحاظ سے ایک مکمل مضمون ادا کیا جائے۔ رباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے جبکہ تیسرا مصرعہ ردیف و قافیہ کا پابند

نہیں ہوتا۔ رباعی کا چوتھا مصرعہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس کو پہلے تین مصرعوں کا نچوڑ کہہ سکتے ہیں۔ شاعر رباعی میں جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ دراصل اختصار کے ساتھ چوتھے مصرعے میں کہہ دیتا ہے۔ رباعی کو 'دو بیتی' بھی کہتے ہیں۔ عموماً اس صنف میں عارفانہ، فلسفیانہ، سماجی، اخلاقی، اصلاحی اور مذہبی مضامین بیان کیے جاتے ہیں۔

☆ قطعہ: قطعہ کے لغوی معنی ٹکڑے کے ہیں۔ اصطلاح شعر میں قطعہ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں ایک خیال یا واقعہ دو یا اس سے زائد اشعار میں موزوں کیا گیا ہو۔ اس کے قافیے کا تعین پہلے شعر کے دوسرے مصرعے سے ہوتا ہے یعنی بعد کے تمام اشعار کے دوسرے مصرعے پہلے شعر کے دوسرے مصرعے کے ہم قافیہ ہوں گے۔ غزل میں سوائے مطلع کے تمام اشعار کی یہی ہیئت ہوتی ہے۔ غزل سے یہ یوں مختلف ہوتا ہے کہ غزل کا ہر شعر علیحدہ علیحدہ موضوع و مفہوم رکھتا ہے۔ جب کہ قطعہ متحد المعنی ہوتا ہے۔ یعنی قطعہ میں صرف ایک ہی موضوع یا خیال ہوتا ہے اور کسی غزل کا ایک حصہ بھی ہو سکتا ہے۔

☆ مثنوی: مثنوی لفظ مثنیٰ سے مشتق ہے جس کے معنی دو دو کے ہیں۔ مثنوی کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر دوسرے شعر میں قافیہ بدلتا ہے۔ مثنوی اس طویل نظم کو کہتے ہیں جس میں کوئی قصہ یا کوئی واقعہ تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ گویا مثنوی ایک ایسی صنفِ شاعری ہے جس میں ایک طویل، مربوط اور مکمل شعری کارنامہ وجود میں آنے کے امکانات موجود ہیں۔

1.4۔ سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر 01:

- (1) کمرہ جماعت میں پہلے اردو ادب کے اصناف کا تعارف کروایا جائے پھر کمرہ جماعت میں دو جگہ مختص کی جائیں۔ ایک کو نام 'اصنافِ ادب کا کونہ' اور دوسرے کو نام 'اصنافِ نظم کا کونہ' رکھا جائے۔
- (2) چند پرچیوں پر ایک ایک صنفِ ادب کی تعریف لکھی جائے۔ مثلاً ایک پرچی پر 'مضمون کی تعریف'، دوسری پرچی پر 'احمد کی تعریف'، تیسری پرچی پر 'غزل کی تعریف' وغیرہ کی طرح تمام پرچیوں پر اصنافِ ادب کی تعریف لکھ کر کسی ٹرے میں ڈالا جائے۔
- (3) کمرہ جماعت میں موجود ایک ایک شریک کار کو بلایا جائے اور ایک پرچی اٹھانے کہا جائے۔ اس پر لکھی ہوئی تحریر کو با آواز بلند پڑھنے کہا جائے اور پوچھا جائے کہ مذکورہ صنفِ اردو ادب کے کس حصے سے تعلق رکھتی ہے۔ جب جواب صحیح موصول ہو تو اس کو کمرہ جماعت میں بنائے گئے مخصوص کونے میں بیٹھنے کہا جائے۔ اسی طرح تمام اصناف کی تعریف کرتے ہوئے شرکاء اپنے مخصوص جگہ پر بیٹھ جائیں۔

(4) پھر ایک بار تمام شریک کار اپنی جگہ سے اُٹھ کر با آواز بلند اپنی اپنی پرچیوں پر تحریرِ صنف کی تعریف پڑھیں اور بتائیں کہ یہ صنف اردو ادب کے کس حصے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس طرح یہ سرگرمی اختتام پذیر ہوتی ہے۔

سرگرمی نمبر 02 (حصہ نظم کیلئے):

- (1) شرکائے تربیت کے سات گروہ بنائے جائیں۔ اور ان گروہ کے نام اصنافِ نظم پر رکھے جائیں۔ یعنی ایک گروہ کا نام حمد، دوسرے گروہ کا نام نعت، تیسرے گروہ کا نام نظم، چوتھے گروہ کا نام غزل وغیرہ۔
 - (2) ہر ایک گروہ کو یہ ہدایت دی جائے کہ اپنے اپنے گروہ کے نام کو واضح کرنے کیلئے کم از کم تین مثالیں کمرہٴ جماعت میں پیش کریں۔
 - (3) ہر ایک گروہ کو باری باری اظہار کا موقع دیں۔ مثلاً جس گروہ کا نام حمد ہے اُس کے تین شرکاء جماعت کے اسٹیج پر ظاہر ہوں اور کسی تین شعراء کی کہی گئی حمد جماعت میں سنائیں اور سمجھائیں کہ کیوں اس نظم کو حمد کہا جاتا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ یہ نظم حمد کہلاتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔
 - (4) اسی طرح سے دیگر تمام گروہ اپنے اپنے مختص کیے گئے اصنافِ نظم کو واضح کریں۔
- (نوٹ: اسی طریقے کو اپناتے ہوئے معلم حصہ نثر کیلئے سرگرمی کروائیں)

1.5- جانچ:

مندرجہ بالا سرگرمیوں کو انجام دیتے ہوئے صاحب وسائل اُردو ادب کے اصناف میں تفریق کرنے کی صلاحیت شرکائے تربیت میں پروان چڑھا سکتے ہیں۔ صاحب وسائل جانچ کیلئے درج ذیل سرگرمیاں کرائیں۔

سرگرمی نمبر 01: صحیح جوڑ لگائیں۔

الف	ب
(1) حمد	(a) ایسی نظم جس میں حضرت محمد ﷺ کی تعریف بیان کی گئی ہو۔
(2) غزل	(b) لغوی معنی نکلنے کے ہیں اس میں ایک خیال یا واقعہ کو دو یا دو سے زائد اشعار میں موزوں کیا جاتا ہے
(3) رباعی	(c) ایسی نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی گئی ہو۔
(4) نعت	(d) اس کے لغوی معنی صنفِ نازک سے باتیں کرنا ہیں۔
(5) قطعہ	(e) لغوی معنی 'پرونے' کے ہیں شاعر اس نظم میں کسی ایک خیال کو ترتیب و تنظیم کے ساتھ پیش کرتا ہے۔
(6) نظم	(f) اس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر دوسرے شعر میں قافیہ بدلتا ہے۔
(7) مثنوی	(g) ایسی نظم جو چار مصرعوں پر مشتمل ہو۔

(جوابات: 1-c-2، d-3، g-4، a-5، b-6، e-7، f)

سرگرمی نمبر 02: مناسب الفاظ سے خانہ پری کیجئے۔

- 1) ----- صنف کے تین اہم جز تمہید، نفس مضمون اور خاتمہ ہیں۔
 - 2) ایسی تحاریر جو آپ کو سننے پر مجبور کر دیں ----- کہلاتی ہیں۔
 - 3) ----- نثری ادب کی مقبول ترین صنف ہے۔
 - 4) ----- کی ہر بات مکالمہ کے ذریعہ پیش کی جاتی ہے۔
 - 5) ----- میں چشم دید واقعات اور سیر و سیاحت کی داستان قلمبند کی جاتی ہے۔
- (جوابات: 1- مضمون، 2- مزاحیہ مضامین، 3- افسانہ، 4- ڈرامہ، 5- سفر نامہ)

1.6- نتیجہ:

مندرجہ بالا سرگرمیاں کروا کر ان کے ذریعہ شرکائے تربیت میں نظم و نثر کے اصناف میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔



تھیم نمبر 02: تصورات و تخیلات کو زبانی و تحریری ذرائع سے رو بہ عمل لانا

2.1- تعارف:

کسی بھی ذی شعور نفس میں موجود تصورات و تخیلات کو پروان چڑھانے کیلئے ایک معاون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے تصورات و تخیلات کو یہ ماحول ایک مثبت سمت عطا کرتا ہے۔ ان تصورات و تخیلات کے اظہار کیلئے زبانی یا تحریری شکل کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ تحریری شکل میں ہونگے تو یہ ایک مضمون کی شکل اختیار کر لینگے۔ درجہ ذیل اقتباس سے مضمون کی نوعیت کا خلاصہ ہمیں ملتا ہے۔

"مضمون 'خیالات و نظریات کے تبادلے کی ایک بہترین اور مقبول صنف ہے۔ اس کے ذریعہ ذہنی و افکار کی تنقہ کی کا سامان فراہم کیا جاسکتا ہے۔ اس صنف میں شعبہ ہائے حیات سے متعلق تمام تر موضوعات کو احاطہ تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔"

ایم آئی ایل (اردو) - I - مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد - (صفحہ نمبر 101)

تصورات و تخیلات کو اپنے الفاظ میں پیش کرنے کیلئے کسی بھی زبان کی بنیادی نوعیت سے واقف ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جس کے متعلق اس تھیم کے تحت بحث کی جائیگی۔

2.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ اس تھیم کا مقصد ہے کہ استاد میں تصورات و تخیلات کو بے جھجک زبانی و تحریری جامہ پہنانے کی مہارتیں پروان چڑھیں۔
- ☆ تصورات و تخیلات کو مثالوں کے ذریعہ انکشاف کرنے کے قابل بن جائیں۔
- ☆ تصورات و تخیلات کو کہانی، مضمون یا کسی بھی نثری شکل میں پیش کرنے کے قابل بن جائیں۔

2.3- مواد:

معین الدین صاحب اپنی کتاب 'اردو زبان کی تدریس' میں رقم طراز ہیں کہ:

"زبانی اظہار خیال سے تحریری اظہار خیال کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اور یہ مقولہ یقیناً درست ہے کہ طالب علم کے پاس کچھ لکھنے سے قبل کہنے کیلئے کچھ ہونا چاہیے۔ اس طرح اگر کوئی اہم اور بامعنی بات کہنے کیلئے ہے تو اس کو طالب علم نہایت عمدگی کے ساتھ ضبط تحریر میں لاسکتا ہے۔"

"زبان اور خیال کا چونکہ گہرا تعلق ہے اس لئے ایک کی ترقی دوسرے کے بغیر ممکن نہیں۔"

اردو زبان کی تدریس - معین الدین - (صفحہ نمبر 57)

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ زبان کی ترقی تصورات و تخیلات پر انحصار کرتی ہے اور تصورات و تخیلات زبان کی عمدگی پر منحصر ہیں۔ اپنے تصورات و تخیلات کو زبانی یا تحریری جامہ پہنانے کیلئے زبان کی باریکیوں کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ یہاں پر باریکیوں سے مراد الفاظ، جملے، تراکیب، قواعد وغیرہ کا صحیح استعمال جاننا ضروری ہے۔

2.4۔ سرگرمیاں:

تصورات و تخیلات کو زبانی و تحریری شکل دینے کیلئے درج ذیل سرگرمی سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

- (1) تربیت گاہ میں موجود اساتذہ کے چھوٹے چھوٹے گروہ بنائے جائیں گے۔
- (2) ہر ایک گروہ کو ایک مختلف صورت حال (Situation) دی جائیگی۔
- (3) مندرجہ ذیل صورت حال دی جاسکتی ہیں۔
 - ☆ اگر دنیا سے ہوا کا خاتمہ ہو جائے تو کیا ہوگا؟
 - ☆ اگر ستارے موجود نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟
 - ☆ اگر آپ کو وزیرِ آعظم بنا دیا جائے تو کیا کرو گے؟
 - ☆ اگر انسان چوپایا ہوتا تو کیا ہوتا؟
- (4) تمام اساتذہ کو یہ ہدایت دی جائے کہ انہیں جو صورت حال دی گئی ہے اُس پر اپنے اپنے گروہ میں غور و فکر کر کے اپنے تصورات و تخیلات کا اظہار کریں۔
- (5) گروہی مباحثے کے بعد متفقہ رائے سے تصورات و تخیلات کو ضبطِ تحریر میں لائیں۔
- (6) دورانِ سرگرمی تصورات و تخیلات کو مباحثے کی شکل میں زبانی جامہ پہنایا جائیگا اور آخر میں تحریری شکل دی جائیگی۔

2.5۔ جانچ:

مندرجہ بالا تھیم آیا اساتذہ میں فروغ پائی ہے یا نہیں اس کی جانچ کیلئے انفرادی طور پر اساتذہ کو اسی طرز کی سرگرمی کرائی جائیگی۔ فرداً فرداً مختلف صورت حال دی جائیگی اور اُن سے یہ کہا جائیگا کہ دی گئی صورت حال کے مطابق اپنے تصورات و تخیلات کو زبانی و تحریری انداز میں پیش کریں۔

2.6- نتیجہ:

جیسا کہ ہم نے اس تھیم کی شروعات میں بحث کی تھی کہ زبان کی ترقی و ترویج کا انحصار تصورات و تخیلات پر ہے اور عمدہ تصورات و تخیلات زبان کی عمدگی پر منحصر ہیں۔ اسی لئے تصورات و تخیلات کو زبانی و تحریری شکل دینے کیلئے زبانِ اردو میں موجود تنوع کو سمجھنا ضروری ہے۔



تھیم نمبر 03: اقوالِ زرین کی وضاحت

3.1- تعارف:

اقوال، قول کی جمع ہے اور قول 'بات' کو کہتے ہیں۔ اردو میں یہ لفظ ہر بات کیلئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ کسی خاص تناظر میں کی گئی اہم بات کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً کسی وعدے یا عہد و پیمانے کو 'قول' کہا جاتا ہے۔ عظیم اور مشہور ہستیوں کی لکھی ہوئی یا کہی ہوئی باتوں کو بھی 'قول' کہا جاتا ہے۔ عام فہم الفاظ میں 'اقوالِ زرین' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

3.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ اقوالِ زرین کی تفہیم کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- ☆ تحریر یا گفتگو میں اقوال کی نقل سے کلام کی زیب و زینت میں اضافہ ہونے کی بات کو سمجھنا۔
- ☆ اکابرین و مشاہیرین کے قول و فعل سے رہنمائی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کرنا۔
- ☆ شخصیت سازی میں اقوالِ زرین کی اہمیت کو سمجھنا۔
- ☆ اقوالِ زرین سے افکار و خیالات کو نکھارنا اور عملی تحریک کی طرف راغب کرنا۔
- ☆ اقوالِ زرین کے روزمرہ زندگی میں اطلاق سے مثبت رویے کو فروغ دینا۔

3.3- مواد:

اقوالِ زرین ایک یا ایک سے زیادہ جملوں پر مشتمل مختصر مگر جامع کہی ہوئی یا لکھی ہوئی باتیں ہوتی ہیں۔ اقوالِ زرین سے عام طور پر عظیم اور مشہور ہستیوں کی باتیں مراد لی جاتی ہیں جس میں کوئی تجربہ، حقیقت، حکمت و نصیحت ضرور ہوتی ہے۔ عظیم لوگوں کے ارشادات کسی نہ کسی حوالے سے اہم سمجھے جاتے ہیں اور لوگ ان سے کچھ نصیحت حاصل کرنا اور سیکھنا چاہتے ہیں۔ دنیا کے مشہور ترین اقوال میں پیغمبروں، صحابیوں، ولیوں، دانشوروں، فلسفیوں، ادیبوں، شاعروں، سماجی رہنماؤں، بادشاہوں، سیاست دانوں، سائنسدانوں، کھلاڑیوں اور فنکاروں وغیرہ کے اقوال شامل ہیں۔

اقوالِ زرین دراصل عظیم اور مشہور شخصیات کے علم و تجربہ کا نچوڑ ہوتے ہیں۔ علم اور تجربہ ایسی شے ہے جو انسان کی عمر کے ساتھ بتدریج بڑھتا رہتا ہے یعنی عمر کے ساتھ انسان کے تجربوں میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ان تجربوں کے حاصل ہونے تک اس کا بہت سارا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ ان تجربات سے وہ از خود ممکنہ حد تک فائدہ اٹھاتا ہے مگر ان تجربات سے اس سے زیادہ آنے والی نسلیں مستفید ہوتی ہیں اور رہنمائی حاصل کرتی رہتی ہیں۔ بزرگوں کے ویسے ہی تجربات و مشاہدات آج اقوال کے روپ میں ہمیں میسر ہیں جو نئی نسل کے افکار و خیالات کو

صحیح راہ دینے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں بلکہ اکثر اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اقوال زرین نئی نسل کے افکار و خیالات میں ہیجان انگیز تبدیلی بھی لاتے ہیں اور وہی افکار و خیالات انسان کی شخصیت میں انقلاب کا باعث بنتے ہیں اور ترقی کا زینہ ثابت ہوتے ہیں۔

روحانی ڈائجسٹ میں اقوال زرین کے حوالے سے اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

”اقوال کسی بھی مفکر کی تعلیمات کا نچوڑ ہوتے ہیں۔ ذخیرہ اقوال کا مطالعہ کرنے سے ہمارے لیے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ ہم کم سے کم وقت میں زیادہ افکار تک رسائی حاصل کر سکیں۔ ایک صاحب دانش کی تعلیمات کو اگر ایک درخت سے تشبیہ دی جائے تو اقوال اس شجر سایہ دار کا پھل ہوتے ہیں۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اقوال کی صورت میں صدیوں کے تجربات چند لمحوں میں ہمارے حاشیہ ذہن پر پھیل جاتے ہیں۔ تاریخ اقوام عالم اس بات کی گواہ ہے کہ مشاہیر کے اقوال نے قوموں کی زندگی میں کیا کیا انقلابات پیدا کئے۔“

اس اقتباس کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی شخصیت یا قوموں کی زندگی میں پُر مغز کتابیں پڑھ کر بھی وہ انقلابات نہیں پیدا ہو سکتے جو اکابرین و مشاہیرین کے اقوال کو پڑھ کر اور اُن کر پیدا ہوتے ہیں۔ آج کے دور میں جہاں لوگ ضخیم کتابیں پڑھنے کا مادہ کھورہے ہیں، اقوال زرین اختصار کے ساتھ کم وقت میں حکمت و دانائی کے گُر سکھانے میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

انسانی زندگی میں مختلف نشیب و فراز آتے رہتے ہیں یعنی انسان مصائب اور آرام و آسائش سے گزرتا ہے۔ مصائب میں حوصلے پست ہو سکتے ہیں اور آرام و آسائش سے فخر کا جز پیدا ہو سکتا ہے جو انسان کو بہت زیادہ پر اعتماد بنا دیتا ہے۔ یہ دونوں ہی رویے انسان کیلئے نقصان دہ ہیں۔ ایسے حالات میں اقوال زرین صحیح راستہ دکھاتے ہیں جو انسان کے خیالات و افکار میں مثبت تبدیلی کے ان میں نکھار لاتے ہیں اور عملی تحریک کی ترغیب دیتے ہیں۔

درج بالا اقوال زرین کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ درس و تدریس میں اقوال کا استعمال اور ان کی وضاحت ناگزیر ہے۔ درس و تدریس کے دوران اقوال زرین کا استعمال کسی تصور کی وضاحت یا پیش کش میں وزن پیدا کرتا ہے۔ دلکش و پُر زور بناتا ہے اور درس و تدریس کے مقاصد کی حصولیابی میں معاون و مددگار ہوتا ہے۔ طلبہ اقوال سے سیکھتے ہیں کہ کوئی موضوع کی وضاحت کس طرح کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ اثر انداز ہو۔ گفتگو یا تحریر میں اقوال نقل کرنے سے کلام کی زیب و زینت میں کس طرح کا اضافہ ہو گا اور دلیل میں زور پیدا ہو گا۔ جیسے کہ ایک مقولہ ہے:

”ہر بات کو نفاست کے ساتھ سمجھنا اور کہنا سیکھو علم بھی آجائے گا اور اخلاق بھی۔“

اس قول کے پیش نظر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اقوال زرین نہ صرف زبان و ادب کے سیکھنے تک محدود ہیں بلکہ بچوں کی تربیت میں بھی اثر دار ثابت ہوتے ہیں۔ اقوال زرین سے اخلاقی رویوں میں مثبت تبدیلی ممکن ہے۔ اس لیے دوران تدریس کسی تصور کی وضاحت میں جہاں جہاں ضرورت ہو اکابرین کے اقوال بتائے جائیں اور ساتھ ہی اس قول کی وضاحت کر دی جائے۔ کس قول سے بچہ کو کیا سیکھنا چاہیے اس بات کی طرف

رہنمائی بھی کر دی جائے تاکہ بچہ کس قول سے صحیح اور مثبت اثر کو قبول کر کے اپنی اخلاقی و عملی اصلاح کی طرف مائل ہو جو اسکی شخصیت سازی کا ضامن بنے۔

آج ہمیں ہر موضوع پر اقوال زرین ملتے ہیں جیسے علم، عمل، محنت، کامیابی، سچائی، مطالعہ، اخلاق وغیرہ۔ وسطانیہ سطح کے طلبہ کی تعلیم و تربیت کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے موقع اور موضوع کی مناسبت سے کوئی حدیث، چھوٹے چھوٹے اقوال جو بہ آسانی ازبر ہو سکیں بتانا چاہیے۔ مثال کے طور پر چند اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

☆ آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ "نماز دین کا ستون ہے"۔

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم انبیاء کی میراث ہے اور مال فرعون اور قارون کی۔

☆ دن میں رزق کی تلاش کرو اور رات میں رازق کی تلاش کرو۔ (شیخ سعدی)

☆ صبر والے کانوں سے سنو۔ ہمدرد آنکھوں سے دیکھو۔ محبت والی زبان سے بولو۔ (مولانا رومی)

☆ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے تمام اعضا گناہ میں پڑ جاتے ہیں۔ (امام غزالی)

☆ یقین محکم ایک لازوال طاقت ہے۔ (علامہ اقبال)

☆ کمزور شخص معاف نہیں کر سکتا کیونکہ معاف کرنا مضبوط شخص کا وصف ہے۔ (مہاتما گاندھی)

☆ وہ گھر جس میں کتابیں نہیں اس جسم کی مانند ہے جس میں روح نہ ہو۔ (سقراط)

☆ اگر سورج کی طرح چمکنا چاہتے ہو تو پہلے سورج کی طرح جلنا سیکھو۔ (ڈاکٹر اے پی جے عبد الکلام)

☆ جھوٹ تمام برائیوں کی ماں ہے اور سچ سب برائیوں کا علاج ہے۔ (حکیم بقراط)

درج بالا نکات کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایسے جوہر پارے ہیں جو انسان کی شخصیت کو سنوارنے کی راہیں کھول دیتے ہیں۔ اسی لیے تعلیم و تربیت میں بھی اقوال زرین قیمتی موتی کی طرح ہیں جو ان کی خوبیوں اور خاصیتوں کو اپنالیتا ہے۔ وہ بھی دکھتا رہتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

چُنا ہے میں نے ورق و ورق سے حسین باتوں کا ایک خزینہ

بٹھالے گہرائیوں میں دل کی، بنالے ان کو فلاح کا زینہ

اگر جو چاہے عبور کرنا سمندروں کو تو معرفت کے

قریب تر ہوگی تیری منزل بنائے ماضی کو جو سفینہ

3.4۔ سرگرمیاں:سرگرمی نمبر 01:

- (1) شرکائے تربیت کو گول دائرہ کی شکل میں بٹھایا جائے۔
- (2) اقوالِ زرین تحریر کردہ پرچیاں بیچ میں رکھیں۔
- (3) درج ذیل اقوالِ زرین کا انتخاب کیا جاسکتا ہے:

☆ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ (حدیث شریف)

☆ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ (حدیث شریف)

☆ حسنِ اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف پگھلا دیتی ہے۔ (حدیث شریف)

☆ ظلم کے خلاف جتنی دیر سے اٹھو گے اتنی ہی زیادہ قربانی دینی پڑے گی۔ (حضرت امام حسین رضہ)

☆ جس کی ذات سے مخلوق کو فائدہ پہنچے وہی اللہ کو پیارا ہے۔ (حضرت غوث الاعظمؒ)

☆ ہر علم کے ساتھ عمل چاہیے کیونکہ بے عمل عالم بے جان جسم ہے۔ (امام ابو حنیفہؒ)

☆ جو شخص بلاوجہ کاغذ اور کرتا ہے وہ منہ کے بل گرتا ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ (ٹیپو سلطان شہیدؒ)

☆ اگر سورج کی طرح چمکانا چاہتے ہو تو پہلے سورج کی طرح جلنا سیکھو۔ (ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام)

- (4) شرکائے تربیت کو یکے بعد دیگرے ایک ایک پرچی اٹھانے اور اقوالِ زرین با آواز بلند پڑھ کر اسکی وضاحت کرنے کی ہدایت دیں۔

سرگرمی نمبر 02:

- (1) شرکائے تربیت کے گروہ بنانے کیلئے چند موضوعات تجویز کریں۔
- (2) مثلاً علم، اخلاق، عمل، محنت وغیرہ۔
- (3) جو گروہ دیے گئے موضوعات میں سے جو موضوع کا انتخاب کرے گا اس گروہ کا وہی نام ہو گا۔
- (4) ہر گروہ کو اپنے نام کی مناسبت سے اس موضوع پر کم سے کم پانچ اقوالِ زرین بیان کرنے کی ہدایت دیں۔
- (5) اس طرح کئی اقوالِ زرین اکٹھا ہو جائیں گے جو درس و تدریس میں مفید ثابت ہوں گے۔

سرگرمی نمبر 03:

- (1) شرکائے تربیت کے گروہ بنائے جائیں اور ہر گروہ کو ایک صورتِ حال پرچیوں پر تحریر کر کے دیں یا پروجیکٹر پر دکھائیں۔

(2) درج کی طرح صورت حال دی جاسکتی ہیں۔

☆ اگر آپ کے مدرسے میں ایک بچہ بہت ذہین ہے مگر تعلیم میں دلچسپی نہیں لیتا ہے تو آپ اقوالِ زرین کا استعمال کرتے ہوئے کس طرح اسکو تعلیم میں دلچسپی لینے کی طرف راغب کریں گے؟

☆ جلد غصہ ہونے والے بچے کو اقوالِ زرین کا استعمال کرتے ہوئے کس طرح غصہ کو ضبط کرنے کی تعلیم دیں گے؟

(3) اب یہ ہدایت دیں کہ شکر کائے تربیت گفتگو کے علاوہ کوئی قصہ یا کہانی کو بیان کرتے ہوئے اقوالِ زرین کا استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ قصہ، کہانی اور اقوالِ زرین کا امتزاج بات کو انتہائی پراثر بنا دیتا ہے۔

(4) شکر کائے تربیت بحث و مباحثہ کے ذریعہ صورت حال کا جائزہ لے کر اس کے حل کیلئے کئے جانے والے اقدامات تحریر کریں گے اور اسکو با آواز بلند پڑھیں گے۔

3.5- جانچ:

جانچ کیلئے درج ذیل سرگرمی کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سرگرمی نمبر 01: خط کشیدہ الفاظ کی جگہ مناسب الفاظ استعمال کرتے ہوئے اقوالِ زرین درست کریں۔

(1) دولت انسان کی بہترین ساتھی ہے۔ (کتاب / حکومت)

(2) تندرستی ہزار زحمت ہے۔ (برکت / نعمت)

(3) غصہ غذا کو کھا جاتا ہے۔ (دماغ / عقل)

(4) بندوق کی طاقت تلوار کی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے۔ (قلم / کتاب)

(5) ہر علم کے ساتھ ملازمت چاہیے۔ (عمل / عزت)

(جو ابات: 1- کتاب، 2- نعمت، 3- عقل، 4- قلم، 5- عمل)

3.6- نتیجہ:

درج بالا نکات و سرگرمیوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اقوالِ زرین افکار و خیالات کو نکھارنے، وسعت دینے اور مطلوبہ اقدار پر

عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیتے ہیں اور درس و تدریس کے مقاصد کی حصولیابی میں معاون و مددگار ہیں۔



تھیم 04: اشعار کی تشریح (مع شعری اصطلاحات)

4.1- تعارف:

فن شاعری وہ صنف ادب ہے جو تخیلی پیرائے میں سامعین و قاری کے تخیل اور جذباتی ردِ عمل کو تحریک دیتا ہے۔ فن شاعری محض الفاظ کی ترتیب نہیں بلکہ خیال و جذبہ کی ترسیل کا نام ہے۔

'فرہنگ ادبیات' میں سلیم شہزاد فن شاعری کا تعارف اس طرح بیان کرتے ہیں کہ شاعری کی ایک خاصیت خیالات کے اظہار کا نام ہے جو سننے والے کو متاثر کرتا ہے یعنی شاعر جن جذبات و کیفیات سے مملو خیالات اپنے الفاظ اور اصوات کے توسط سے ترسیل کرتا ہے۔ وہی جذبات و کیفیات سننے والے میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ شاعری سے تاثرات قبول کرتا ہے اور اس کی معنویت اُسے نفسی اور ذہنی تہیجات (مسرت و غم وغیرہ) سے ہمکنار کرتی ہے۔"

(فرہنگ ادبیات مصنف: سلیم شہزاد صفحہ نمبر 504)

4.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ شعری ادب سے دلچسپی پیدا کرنا۔
- ☆ جمالیاتی ذوق کو فروغ دینا۔
- ☆ اشعار سے رمز اٹھانا۔
- ☆ شعر کے حقیقی و مجازی مفہوم کی تفہیم کو سہل بنانا۔
- ☆ شعری اصطلاحات کو سمجھنے اور شعر میں ان کی شناخت کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- ☆ شعر کو سمجھ کر زبانی اظہار کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- ☆ موزوں الفاظ میں تشریحات تحریر کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- ☆ سہل انداز میں شعر کی تشریح کرنے کے طریقہ کار پر غور و فکر کا جذبہ پیدا کرنا۔

4.3- مواد:

فن شاعری کو زہ میں سمندر کو سمونے کا فن ہے۔ کیونکہ اس میں الفاظ تو مختصر ہوتے ہیں لیکن معنوی اعتبار سے مفہوم میں وسعت و گہرائی ہوتی ہے۔ فرہنگ ادبیات میں سلیم شہزاد نے مولانا حالی اور علامہ شبلی نعمانی کے شاعری سے متعلق خیالات کو اس طرح قلم بند کیا ہے کہ:

"حالی نے اسے ایسا فطری اور سچا اظہار کہا ہے جو جذبات و احساسات کے ساتھ اخلاق کی تادیب بھی کرتا ہو۔ شبلی شاعری کو شعور سے مشق قرار دیتے اور اسے تخیل اور محاکات کی کار فرمائی کہتے ہیں۔ وہ اس سے مسرت و بصیرت دونوں کا حصول بھی درست بتاتے ہیں۔"

(فرہنگ ادبیات۔ مصنف سلیم شہزاد۔ صفحہ نمبر 505)

شاعری کی تدریس سے زبان کے حسن و ادب کی سمجھ حاصل ہوتی ہے۔ شاعری طلبہ میں خود عکاسی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، غور و فکر کو نیا انداز اور بلندی عطاء کرتی ہے، خود آگاہی کی طرف لے جاتی ہے، جذباتی درد کو شفاء بخشتی ہے، پیش کردہ خیالات و حالات کی اپنے تجربات سے مماثلت کے ذریعے معنی خیز نتیجہ برآمد کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعری کے اکتسابی عمل میں شعری اصناف سے لطف اندوز ہونے، زبان و بیان کے حسن کو سراہنے کے ساتھ ساتھ شعر کی تفہیم پر بھی توجہ مرکوز ہوتی ہے تاکہ طلبہ موزوں تشریح کے ذریعے شعر کی اصل معنویت سے لطف اندوز ہو سکیں، اچھے شعری ادب سے خیالات کو نکھار سکیں اور جو مثبت جذبات کی نشوونما میں معاون ثابت ہو۔

اگر وسطانیہ سطح پر طلباء شعر کو تشریح نہیں کر پاتے ہیں اور شاعری کی تدریس کے مطلوبہ نتائج نہیں حاصل ہوتے ہیں تو اس کے ممکنہ وجوہات شعری ادب سے عدم دلچسپی، شعر کو موزوں لب و لہجہ سے نہ پڑھنا، الفاظ و تراکیب کو نہ سمجھ پانا، شعری محاسن سے واقف نہ ہونا (جیسے شعر میں اگر تلمیح کا استعمال ہو تو اس سے منسلک واقعہ کے متعلق علم نہ ہونا)، شعر کے حقیقی و مجازی معنوں میں تمیز نہ کر پانا، سمجھے ہوئے خیالات کا موزوں الفاظ میں اظہار اور تحریر نہ کر پانا وغیرہ ہو سکتے ہیں۔

اکتسابی عمل میں اشعار کی تفہیم میں درپیش مشکلات کے پیش نظر میں ایسے سہل طریقہ کار اختیار کرنے کی ضرورت ہے، جس سے اشعار کی تفہیم میں آسانی ہو۔ شعر کی تشریح کے دوران اشعار میں پیش کردہ حقیقی و مجازی مفاہیم اور اشارات کو سمجھ کر اس طرح دلچسپ انداز میں سمجھایا جائے کہ نہ صرف لطف اندوزی ہو بلکہ اس سے تخیل پر و ان چڑھے، بصیرت حاصل ہو اور مثبت اخلاقی رویہ بھی فروغ پاسکے۔ مثال کے طور پر ششم جماعت کی درسی کتاب کی نظم 'بہار کا موسم' کا ایک شعر لیتے۔

صبح دم اوس کیا چمکتی ہے
موتیوں کی طرح دکھتی ہے

اس شعر کی تشریح کے وقت اس میں مستعمل تشبیہ کی وضاحت ضروری ہو جاتی ہے کہ "کسی دو الگ چیزوں کو ان کی مشترک صفت کی بنا پر یا ایک دوسرے سے مثال دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔ اور تشبیہ کیلئے جیسا، ویسا، کی طرح، مانند وغیرہ حروف تشبیہ استعمال کئے جاتے ہیں۔" تشبیہ کے تصور کی معلومات سے ہمیں یہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے کہ اس شعر میں اوس کے چمکنے کو موتیوں کی چمک سے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اور حرف

تشبیہ 'طرح' استعمال ہوا ہے۔ اس کے علاوہ حرف اور موتیوں کے موازنہ کرنے کی تصویر کا استعمال بھی اس شعر کی تشریح کو مزید دلچسپ بنا سکتا ہے۔

ششم جماعت کی درسی کتاب کا ایک اور شعر کی مثال لیجیے جو علامہ اقبال کی نظم 'دعا' کا ہے۔

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو صرف وسعتِ صحرا دے

اس شعر میں اللہ رب العزت سے دور ہو کر آج کے بھٹکتے ہوئے مسلمان کے لئے 'بھٹکے ہوئے آہو' کا استعارہ استعمال ہوا ہے۔ اس لئے پہلے استعارہ کیا ہے؟ سمجھنا ضروری ہو جاتا ہے کہ "استعارہ لفظ 'مستعار' سے مشتق ہے جس کے معنی 'ادھار لینے' کے ہیں۔ شاعری کی اصطلاح میں لفظ کو اس کے اصلی معنی کے بجائے مجازی یعنی کسی دوسرے معنی میں استعمال کرنے کو استعارہ کہتے ہیں بشرطیکہ ان دونوں معنوں میں تشبیہی تعلق ہو"۔ اس کے ساتھ ہی اس شعر کی تشریح کے دوران علامہ اقبال کے نظریات اور اس دور کے پس منظر کو بھی دھیان میں رکھنا ضروری ہے کہ کس وجہ سے، کس طرح کی اصلاح کیلئے یہ شعر تخلیق کیا گیا ہے۔

شعر کی تشریح میں تلمیحات اور اس سے منسلک واقعات و شخصیات کا علم رکھنا بھی ضروری ہے کہ اس مذہبی یا تاریخی واقعہ یا شخصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جیسے کہ ششم جماعت کی درسی کتاب میں حمد کا ایک شعر ہے۔

آگ کو تو نے گلزار کیا
یہ کرشمہ ہے تیری قدرت کے

اس شعر میں حضرت ابرہیم کے دعوتِ حق دینے پر جب نمرود نے ان کو دہکتی آگ میں ڈالا تو خدائے ربّ ذوالجلال کے اس آگ کو گلزار بنادینے کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ قادر و مطلق کے ہر شے پر قادر ہونے کی صفت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس واقعہ کو دلچسپ انداز میں سناتے ہوئے اس شعر کی تشریح کی جاسکتی ہے۔

شعر میں الفاظ کی تکرار سے بھی نغمگی اور خیال میں خاص وزن پیدا ہوتا ہے۔ جیسے ششم جماعت کی درسی کتاب کی حمد کا ہی ایک شعر دیکھئے جو صنعتِ تکرار کی بہترین مثال ہے۔

قطرے قطرے میں، ذرے ذرے میں
لاکھوں جلوے ہیں تیری حکمت کے

تشریح کے دوران اس بات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ کس طرح 'قطرے قطرے'، 'ذرے ذرے' الفاظ کی تکرار سے اللہ خالق کائنات کی حکمت اور قدرت کا پُر زور انداز میں اظہار کیا گیا ہے۔

شعر کی تشریح کو اسی وقت موزونیت کا جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ جب شعر میں پیش کردہ عناصر میں اشاروں کی تفہیم ہو۔ ہشتم جماعت کی درسی کتاب میں دی گئی میر تقی میر کی غزل کے شعر کی تشریح سے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ناحق، ہم مجبوروں پر، یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عبث بدنام کیا

اس شعر میں 'مجبور و مختار' کا تضاد بتاتے ہوئے انسان کی حدود اور اللہ خالق کائنات کے کل اختیار کی طرف اشارے کو سمجھا جائے تو شعر کی موزوں تشریح ممکن ہے۔

جس طرح شعری محاسن سے واقفیت اشعار کی تشریح میں موزونیت کا جز پیدا ہوتا ہے اسی طرح علامتوں اور الفاظ کی تراکیب کی اور محاوروں کی تفہیم بھی شعر کے حقیقی و مجازی معنوں کو سمجھنے اور تشریح کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ جماعتِ ششم کی درسی کتاب میں دی گئی نظم 'آدمی' میں محاوروں کا استعمال ہوا ہے۔ اس کا ایک بند ملاحظہ کیجیے۔

ہاں آدمی یہ جان کو وارے ہے آدمی
اور آدمی ہی تیغ سے مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی
چلا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اس بند میں 'جان و ارنا' اور 'پگڑی اتارنا' محاوروں کے ذریعہ آدمی کے روپ میں انسان کی مختلف خصلتوں کا جس طرح جائزہ پیش کیا گیا ہے، سمجھنے سے ہی بند کی موزوں تشریح ہو سکتی ہے۔

شعری محاسن کے ساتھ ساتھ شعری اصطلاحات کا علم بھی بہت ضروری ہے۔ جیسے قافیہ و ردیف وہ عناصر ہیں جن سے شعر کی نغمگی طے پاتی ہے۔ اس لئے شعر کو بار بار صحیح لہجہ سے یا ترنم سے پڑھنے سے شعر کی تفہیم میں آسانی ہوتی ہے۔ 'مطلع'، 'مقطع'، 'بیت الغزل' وغیرہ جو کہ غزل کے اجزاء ہیں ان کو بھی سمجھنے سے شعر کی تشریح میں موزونیت پیدا ہو سکتی ہے۔

درجن بالا نکات کے علاوہ اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ شاعر کی زندگی کے واقعات و حالات اور اس کے دور کا پس منظر شعر گوئی پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ شاعر نے کس بات سے متاثر ہو کر کوئی شعر کہا ہے جاننا دشوار تو ہے مگر شاعر کی زندگی کے واقعات و حالات اور اس کے دور کے پس منظر سے واقفیت ہمیں شعر کی موزوں تشریح کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

4.4۔ سرگرمیاں:

سرگرمی (1):

شرکائے تربیت کے گروہ بنائے جائیں۔ شرکا کو بتایا جائے کہ اس سرگرمی میں تین راؤنڈ ہونگے۔ ہر راؤنڈ میں شرکائے تربیت کو علیحدہ علیحدہ شعر تحریر کر دہ کارڈس اور خالی کاغذ دیے جائیں گے۔ ہر گروہ دیئے گئے شعر کی تشریح کرنے سے پہلے اس شعر کے مفہوم سے متعلق بحث و مباحثہ کریں گے اور دیئے گئے خالی کاغذ پر شعر کی تشریح تحریر کر کے با آواز بلند پیش کریں گے۔ پہلے راؤنڈ میں شرکائے تربیت کے ہر گروہ کو آسان فہم اشعار والے کارڈس دیں۔ جیسے:

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے

آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نہ سناؤ گرا کہے کوئی

نہ کہو گرا کرے کوئی

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا

بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا

جب ایسے اشعار کی تشریح پیش کی جائے تو دوسرے راؤنڈ میں ان سے قدرے مشکل اشعار والے کارڈس شرکائے تربیت کو دیں۔ جیسے:

بلندی سے پستی کی جانب نہ جانا
جہاں تک ہو ممکن برائی مٹانا

نکلے ہیں توستے میں کہیں شام بھی ہوگی
سورج بھی مگر آئے گا اس راہ گذر سے

دوسرے راؤنڈ کے اشعار کی تشریح کی پیش کش کے بعد تیسرے راؤنڈ میں ایسے اشعار دیں جن کی تشریح مشکل ہو۔ جیسے:

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو، اُن نے تو
قشقہ کھینچا، دیر میں بیٹھا، کب کا ترک اسلام کیا

پیدا دل ویراں میں پھر شورش محشر کر
اس محمل خاکی کو پھر شاہد لیلیٰ دے

تینوں راؤنڈ کی تکمیل کے بعد شرکائے تربیت سے درج ذیل سوالات کے ذریعے اسی طرح کے کسی بھی شعر کی تشریح کے طریقہ کار کی طرف توجہ دلائی جائے۔ پہلے، دوسرے اور تیسرے راؤنڈ میں اشعار کی تشریح کے دوران آپ نے کیا فرق محسوس کیا؟ آپ کس طرح اشعار کی تشریح کو آسان اور عام فہم بنا سکتے ہیں؟ کسی شعر کی مثال دیتے ہوئے اظہارِ خیال کریں۔ اس طرح سرگرمی کی تکمیل تک شرکائے تربیت اشعار کی تشریح کے طریقہ کار کو سمجھیں گے۔ اور اپنے اپنے انداز میں اشعار کی تشریح کے دیگر طریقہ کار پر غور و فکر کریں گے۔

سرگرمی نمبر (2): (مختلف صنعتوں کی تفہیم کے ساتھ شعر کی تشریح)

شرکائے تربیت کے پانچ گروہ بنائے جائیں اور ہر گروہ کو ایک شعر جس میں صنعت مستعمل ہو، پرچیوں پر تحریر کر کے یا کاغذ پر تحریر کر کے دیں: جیسے:

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دو کرے کوئی
(جماعتِ ہفتم کی درسی کتاب: غزل۔ مرزا غالب۔ تلخیص)

صبح دم اوس کیا چمکتی ہے
موتیوں کی طرح دکھتی ہے
(جماعتِ ششم کی درسی کتاب: نظم۔ بہار کا موسم۔ تشبیہ)

پیدا دل ویراں میں پھر شورشِ محشر کر
اس محلِ خاکی کو پھر شاہدِ لیلیٰ دے
(جماعتِ ششم کی درسی کتاب: نظم۔ دعا۔ علامہ اقبال۔ استعارہ)

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا
(جماعتِ ہشتم کی درسی کتاب: غزل۔ میر تقی میر۔ صنعتِ تضاد)

تُوہر طرف ہے ضوگنِ افقِ افق، کرن کرن
جبلِ جبل، دمن دمن، کلی کلی، چمن چمن
(جماعتِ ہفتم کی درسی کتاب: نظم۔ حمد۔ صنعتِ تکرار)

ہر گروہ کو بحث و مباحثہ کر کے شعر میں مستعمل صنعت کی شناخت و وضاحت کے ساتھ شعر کی تشریح کر کے با آواز بلند پیش کرنے اور اس صنعت کی مناسبت سے اپنے گروہ کیلئے نام مختص کرنے کی ہدایت دیں۔

بعد ازاں ہر گروہ کو اس کے نام کی مناسبت سے اس صنعت کے مزید اشعار پیش کرنے اور مختصراً تشریح بیان کرنے کیلئے کہا جائے۔
آخر میں شعر کی تشریح میں صنعتوں کی تفہیم کس طرح کارآمد ہوتی ہے؟ اس پر بحث کی جائے۔ شرکائے تربیت کو ان کے تاثرات کا اظہار کرنے کیلئے انفرادی طور پر مدعو کیا جائے تاکہ شعر کی تشریح کے دوران ہونے والی تجربات سے سبھی شرکائے تربیت مستفید ہو سکیں۔

سرگرمی نمبر (3):

شرکائے تربیت کے دو گروہ بنائے جائیں گے۔ شرکائے تربیت کے سامنے صاحبِ وسائل ایک رباعی پڑھیں گے۔ اور بغور سننے کے لئے کہیں گے۔ جیسے:

گر جیب میں زر نہیں تو راحت بھی نہیں
 بازو میں سکت نہیں تو عزت بھی نہیں
 گر علم نہیں تو زور و زر ہے بیکار
 مذہب جو نہیں تو آدمیت بھی نہیں

(جماعتِ ہشتم۔ رباعی۔ اکبر الہ آبادی)

رباعی سنانے کے بعد دونوں گروہوں کو باری باری اس کی تشریح با آواز بلند پیش کرنے کے لئے کہیں۔ دونوں گروہوں کی تشریح کے بعد تشریح کے کونسے بہترین نکات ہیں ان پر بحث و مباحثہ کر کے ایک متفقہ رائے اختیار کی جائے کہ کونسے نکات تشریح کو موزوں بنا رہے ہیں۔ اسی طرح دوسری رباعی دے کر بھی مزید مشق کرائی جاسکتی ہے۔ جیسے:

غم میں تیرے زندگی بسر کرتا ہوں
 زندہ ہوں مگر تیرے نام پر مرتا ہوں
 تیری ہی طرف ہر ایک قدم اٹھتا ہے
 ہر سانس کے ساتھ ترا دم بھرتا ہوں

(جماعتِ ہشتم 'رباعی'۔ امجد حیدر آبادی)

دونوں گروہوں کے تشریح پیش کرنے کے بعد بحث و مباحثہ کر کے ایک متفقہ رائے سے تشریح کو موزوں بنانے کے نکات لئے

جائیں۔

سرگرمی نمبر (4):

شرکائے تربیت کے دو گروہ بنائے جائیں اور ہدایت دی جائے کہ ان میں سے ایک گروہ شعر کہے گا اور دوسرا گروہ اس شعر کی تشریح کرے گا۔ جہاں تک ممکن ہو شعر ششم، ہفتم اور ہشتم جماعت کی درسی کتابوں سے لیے جائیں۔ جیسے:

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
(جماعت ہفتم کی درسی کتاب۔ غزل۔ میر تقی میر)

دوسرا گروہ جب اس شعر کی تشریح بیان کرے گا تو پہلا گروہ اس کا جائزہ لے گا آیا وہ کس حد تک موزوں ہے۔ اگر تشریح میں کچھ کوتاہیاں ہیں اور شعر کا تصور مبہم ہے اور واضح نہیں ہو رہا ہو تو اس پر بحث و مباحثہ کے ذریعے موزوں تشریح کرائی جائے۔ اسی طرح جب دوسرا گروہ شعر کہے تو پہلا گروہ اس کی تشریح کرے گا۔

سرگرمی نمبر (5): (نظم کے بند کی تشریح)

نظم کے بند کی تعداد کے لحاظ سے شرکائے تربیت کے گروہ بنائے جائیں۔ اور ہر گروہ کو نظم کا ایک ایک بند تحریر کر دیا جائے۔ جیسے: ششم جماعت کی نظم 'آدمی' لی جاسکتی ہے۔ اس کا ایک بند مثال کے طور پر دیا جا رہا ہے۔

دنیا میں بادشاہ ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی

بحث و مباحثہ کر کے اسکی تشریح کرنے اور با آواز بلند پڑھنے کی ہدایت دیں۔ تمام تشریحات کے بعد اس نظم کا مرکزی خیال اخذ کرایا جائے۔ نظم کی تشریح کے بعد اس بات پر بحث و مباحثہ کرایا جائے کہ اساتذہ کس طرح طلباء کو ان کی خصلتوں کا جائزہ لینے اور اچھی بری خصلتوں کا موازنہ کر کے اصلاح کی طرف راغب کریں گے۔

4.5۔ جانچ:

درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

(1) الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوانے کام کیا
دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا
درج بالا شعر میں بیماری سے نسبت رکھنے والے الفاظ لکھیے۔

(2) ہاں بھلا کر تیرا بھلا ہو گا

اور درویش کی صدا کیا ہے

اس شعر کا موضوع بیان کرتے ہوئے شعر کی تشریح کیجئے۔

(3) نکلے ہیں توستے میں کہیں شام بھی ہوگی

سورج بھی مگر آئے گا اس راہ گزر سے

اس شعر میں خط کشیدہ الفاظ کن معنوں میں مستعمل ہیں؟

(4) کیا کیا خضر نے سکندر سے

اب کسے رہنما کرے کوئی

اس شعر میں خضر و سکندر کا ذکر کس واقعہ کی جانب اشارہ کر رہا ہے؟

(5) کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند

کس کی حاجت روا کرے کوئی

اس شعر میں حاجت مند اور حاجت روا کس صنعت کو ظاہر کر رہے ہیں؟

نوٹ: درج بالا جانچ صرف ایک نمونہ کے طور پر دی گئی ہے۔ موقع کی مناسبت سے جانچ کا کوئی اور طریقہ کار بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

4.6۔ نتیجہ:

درج بالا مواد اور سرگرمیاں ششم، ہفتم اور ہشتم جماعتوں کے نصاب میں شامل شعری ادب میں الفاظ و تراکیب، اشارات، حقیقی و مجازی مفہوم کو سمجھنے میں رہنمائی کرتے ہوئے موزونیت کے ساتھ شعر کی زبانی و تحریری تشریح کرنے میں معاون و مددگار ہو سکتی ہیں۔ اور شعری ادب کے اکتساب کے اغراض و مقاصد کے حصول میں مشعل راہ کا کام کر سکتی ہیں۔



تھیم نمبر 05: محاوروں اور ضرب الامثال کی تفہیم اور استعمال

5.1- تعارف:

زبان کوئی بھی ہو اپنی لسانی خصوصیات کے ساتھ کچھ ایسی تہذیبی جڑیں بھی رکھتی ہے جو اگر کاٹ دی جائیں تو وہ زبان ایک سرسبز درخت کی جگہ ایک خشک تیرہ رہ جاتی ہے۔ بغیر محاوروں اور ضرب الامثال کے کوئی بھی زبان ایک لباسِ بے رنگ اور ایک طعامِ بے نمک کی حیثیت رکھتی ہے۔ محاوروں کی لسانی، تہذیبی اور اسلوبی اہمیت سے شاید ہی کوئی انکار کرے۔ اگر کسی زبان سے اس کے محاوروں کو الگ کر لیا جائے تو اس زبان کی روح ختم ہو جائے گی۔ ان سے واقفیت زبان کی ہیئت و ماہیت اور صحت و وسعت کو یقینی بناتی ہے۔ ان کے استعمال سے ہم نہ صرف طول کلامی سے بچتے ہیں بلکہ اس اختصار سے کلام میں حسن بھی پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان عناصر کو زبان کی تدریس کا اہم حصہ قرار دیا جاتا ہے۔

اہل زبان اپنا مافی الضمیر ادا کرنے کے لیے محاورات اور ضرب الامثال کا سہارا لیتے ہیں۔ جو مفہوم طویل عبارتوں میں ادا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ ایک ضرب المثل یا محاورے سے مختصر ترین الفاظ میں ادا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ہر زبان میں محاورات اور ضرب الامثال کی اہمیت مسلمہ ہے۔ زبان اردو میں بعض جملے ایسے بھی ہیں جو محاورہ اور ضرب الامثال دونوں کا کام انجام دیتے ہیں۔ اور دونوں موقعوں پر بولے جاتے ہیں۔

مثال: آٹھوں گانٹھ کیت یا کمید (بڑے چالاک اور ہوشیار سے مراد ہے۔)

5.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ دانش و حکمت اور ذہنی و فکری استعداد کا قرینہ پیدا کرنا۔
- ☆ دانائی اور تجربات کے عنصر کو اساتذہ میں پروان چڑھانا۔
- ☆ ایک بڑے وسیع تجربے سے لوگوں کو روشناس و واقف کرانا۔
- ☆ کم سے کم الفاظ میں بڑی سے بڑی بات کہہ دینے کا ہنر جاننا۔
- ☆ اس بات کو جاننا کہ لفظوں کے لغوی معنی ہمیشہ محدود ہوتے ہیں جبکہ مجازی معنوں میں ایک جہانِ معانی پوشیدہ ہوتا ہے۔
- ☆ روزمرہ گفتگو میں اپنی بات کو کسی بر محل و باموقعہ کہات کے ذریعے مستحکم و قابل قبول بنانا۔
- ☆ روزمرہ زندگی کے کلیات کو محاوروں اور ضرب الامثال کی مدد سے بیان کر کے معیاری اسلوب، شستہ زبان اور ذہانت و ظرافت کو پروان چڑھانا۔

5.3۔ مواد:

محاورہ:

لفظ محاورہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنی باہمی گفتگو یا بول چال کے ہیں۔ محاورہ اسم مذکر ہے۔ دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا مجموعہ جو مصدر سے مل کر اور اپنے حقیقی معنی سے ہٹ کر مجازی معنی میں بولا جائے محاورہ کہلاتا ہے۔ مثال: "آگ پانی میں لگانا" مطلب جہاں لڑائی ناہوتی ہو لڑو ادینا۔

محاورے عام بول چال میں ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو اپنے اصلی معنی کے بجائے کچھ اور معنی دیں۔ مثال کے طور پر "نودو گیارہ ہونا"۔ اسکے لفظی معنی تو یہ ہیں کہ نوجمع دو گیارہ ہوتے ہیں۔ لیکن محاورہ میں نودو گیارہ کا مطلب ہے بھاگ جانا۔ محاورے میں کسی طرح کی کمی بیشی یا تبدیلی ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر "آگ لگانا" کی جگہ آتش لگانا نہیں بولا جاسکتا۔ محاورے کی پہچان یہ ہے کہ وہ کسی فعل پر ہی ختم ہوتا ہے۔ دوسری طرف ہم کہہ سکتے ہیں کہ آخر میں "نا" آتا ہے۔

محاورہ	معنی	جملہ
اُلٹی لنگاہنا	دستور کے خلاف کام کرنا	آج کل ہر جگہ اُلٹی لنگاہ بہ رہی ہے۔
آج کل کرنا	نال مثل کرنا	میرا پیسہ جلدی واپس کر دو کب تک آج کل کرو گے۔
بیڑا پار ہونا	کام پورا ہونا	خدا ہی تمہارا بیڑا پار لگائے گا۔
غصّہ تھوک دینا	غصّہ چھوڑ دینا	غصّہ تھوک دو اور صبح کر لو۔
قیامت ڈھانا	تباہی مچانا	اسی سال سیلاب نے قیامت ڈھادی۔
کب شرارت سے باز آتے ہیں آگ پانی میں وہ لگاتے ہیں (داغ)	آگ پانی میں لگانا: جہاں لڑائی نہ ہوتی ہو وہاں لڑو ادینا۔	
منزل عشق میں ثابت قدمی مشکل ہے اچھے اچھوں کے وہاں پاؤں اکھڑ جاتے ہیں (داغ)	پاؤں اکھڑنا: ہار کر بھاگنا۔	
خوش ہوا ایسا کے میں آپے سے باہر ہو گیا	آپے سے باہر ہونا: بے خود ہونا	

		یار کا ملنا نہ ملنا سب برابر ہو گیا
--	--	-------------------------------------

محاورے کا اطلاق ان افعال پر ہوتا ہے جو کسی اسم کے ساتھ مل کر اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو جیسے اُتارنا کے معنی کسی چیز کو اوپر سے نیچے لانا ہے۔ جیسے گاڑی سے سامان نیچے اُتارنا۔ ٹرین سے مسافروں کو اُتارنا ہے۔ ان میں سے کسی کو محاورہ نہیں کہہ سکتے کیوں کہ ان میں اُتارنا حقیقی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن "شیشے میں اُتارنا" اور "دل سے اُترنا" محاورات ہیں کیوں کہ یہاں اُتارنا مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ضرب المثل:

ضرب المثل سو سائٹی یا سماج کے اُس تجربے کی مختصر ترین صورت ہے۔ جو اُس نے متعدد تجربات کے بعد حاصل کیا ہے۔ یعنی ایک یا چند جملے جو عرصہ دراز سے خاص موقع پر بطور مثال کے بولے جاتے ہیں۔ اور اپنے لفظی معنی سے گزر کر کچھ اور معنی ادا کرتے ہیں۔ اُن کو ضرب المثل کہا جاتا ہے۔ اصل میں ضرب المثل ایک جملہ تامہ ہوتا ہے اور اپنا ذاتی مفہوم ادا کرنے کے لئے کسی دوسرے جملے یا عبارت کا محتاج نہیں ہوتا۔

ضرب المثل یا کہات اسم مونث ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ بات جو بار بار زبان پر آئے۔ لفظ کہات چونکہ اُردو میں ہندی زبان سے آیا ہے۔ اس لئے ہندی لغت میں یہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ کہا = کہی ہوئی اور وت = بات یعنی کہی ہوئی بات یا کہات اس کی تین خصوصیات ہیں۔ پہلی یہ کہ کہات کا ایک اہم وصف "اختصار" ہے یعنی یہ مختصر ہوتی ہے۔ دوسری یہ کہ بے پناہ معنویت کا حامل ہوتا ہے۔ اور تیسری اس کا کثرت سے استعمال کہات یا ضرب المثل کا سب سے اہم وصف ہے خواہ کسی بھی زبان سے تعلق رکھتی ہوں۔ کہاوتیں سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی آئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ اُسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب کوئی بھی کہات ایک عمومی سچائی کی حامل ہو۔ یعنی وہ صدیوں کے ان تجربات کا نچوڑ ہو جو کسی بھی معاشرے میں ایک عمومی سچائی کا درجہ حاصل کر چکی ہو۔

ضرب المثل یا کہات کی جو بھی تعریفات اوپر بیان کی گئی ہیں ان سب پر غور کرنے سے کہات کے درج ذیل اوصاف سامنے آتے ہیں۔

1- دانش مندی

2- اختصار

3- طویل تجربات

4- قوانین

5- ذہانت

6- غیر معمولی طرز بیان

یہاں ایک بات واضح کر دینی ضروری ہے کہ کہات کو "دانش مندانه قول" قرار دیئے جانے سے یہ قطعی نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہر دانش مندانه قول کہات کے زمرے میں آتا ہے۔ ہم حکماء یا دانش وروں کے اقوال کو کہات نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ کہات کے لئے اسکا مقبول عام ہونا ایک لازمی شرط ہے۔

کہات	معنی
1- "ناچ نہ آوے آنگن تیرھا"۔	ہمیشہ اپنی غلطیوں کے لئے دوسروں کو الزام دینا۔
2- "جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں"۔	جو لوگ زیادہ باتیں کرتے ہیں وہ عملی اعتبار سے اکثر و بیشتر ناکارہ ثابت ہوتے ہیں۔
3- "جس کی گود میں بیٹھے اُس کی داڑھی کھونٹے"۔	(موسیٰ علیہ سلام اور فرعون سے جوڑا واقع)
4- آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں "سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں"۔	
5- دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے "گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"۔	

عموماً مطالعہ کی کمی اور خصوصاً اُردو مضامین سے عدم دلچسپی کو محاوروں اور کہاتوں کی چاشنی سے دور کرنے کی سعی کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ کہاتیں زبان کی لسانی و ادبی مزاج کی بھی تشکیل کرتی ہیں اور کسی معاشرے کی تہذیب کی شناخت کا سبب بھی بنتی ہیں۔ کہات اور محاورے میں اکثر و بیشتر کوئی نہ کوئی تاریخی یا فرضی حکایت یا کوئی رسم نیز دیگر کوئی تہذیبی قدر موجود ہوتی ہے۔ کہات "گھر کا بھیدی لٹکا ڈھانے" اور محاورہ "بیڑا اٹھانا" دونوں کے پس منظر میں تاریخی واقعہ یا رسم قدیم ہے۔ گھر کا بھیدی سے مراد لٹکا کے راجا راون کا بھائی 'و' بھیشن ہے۔ جو رام جی سے مل گیا۔ اور اس کی فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں رام کی فوج نے بہ آسانی لٹکا فتح کر لی۔ "بیڑا اٹھانا" سے مراد ماضی کی ایک راجپوتی رسم ہے جب پان کا بیڑا اٹھانے کا مطلب کسی انتہائی دشوار گزار جنگلی مہم کی ذمہ داری قبول کر لینا ہوتا ہے۔ اس طرح کی وضاحتوں کے ذریعے کہاتوں سے متعلق روایات کو ناجاننا اور محاورے اور کہاتوں کے تصور سے ناواقفیت کو دور کیا جاسکتا ہے۔ مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ضرب المثل ایک مکمل جملے کی حیثیت رکھتی ہے۔ جب کہ محاورہ محض الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جو عام طور پر علامت مصدر 'نا' پر ختم ہوتا ہے۔

5.4۔ سرگرمیاں:

I- بے ترتیب الفاظ کی صحیح ترتیب سے محاورہ یا ضرب المثل بنانا:

دو ٹیموں میں شرکائے تربیت کو بانٹا جائے۔ اور ہر ایک ٹیم کو 5 بے ترتیب محاورے یا ضرب المثل دیے جائیں گے اور مقررہ وقت میں شرکائے تربیت اس کو ترتیب دیں گے۔

بے ترتیب محاورے یا ضرب المثل	ترتیب وار محاورے یا ضرب المثل
1- برپا کرنا قیامت	قیامت برپا کرنا
2- ہونا مصیبت مارا کا	مصیبت کا مارا ہونا
3- نا اتار پگڑی	پگڑی اتارنا
4- گڑنا پر عرش جھنڈا	عرش پر جھنڈا گڑنا
5- مال رونا کو جان	جان و مال کو رونا
6- لوہا رسا کی ایک کی سو	سو سنا کی ایک لوہا کی
7- کاج اناج نہ کا کام کا کا دشمن	کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا
8- اتار بیمار ایک سو	ایک اتار سو بیمار
9- آم دام کے آم گھلیوں کے	آم کے آم گھلیوں کے دام
10- محمد نہ فاضل لکھے نام پڑھے	پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل

II- اصحاب و وسائل شرکائے تربیت کے درمیان چند محاورے اور ضرب الامثال پڑھیں گے اور شرکائے تربیت پہچان کر فرق کریں گے کہ وہ محاورہ ہے یا ضرب المثل ہے:

اصحاب و وسائل	شرکائے تربیت
1- "آپ کاج مہا کاج"	ضرب المثل
(وہی کام اچھی طرح پورا ہوتا ہے جو خود کیا جاتا ہے)	
2- "ادھر کنواں اُدھر کھائی"	ضرب المثل
(ہر طرح مشکل)	
3- "اُونچی دکان پھیکا پکوان"	ضرب المثل

(صرف نام ہی نام)

4- "اینٹ سے اینٹ بچانا" محاورہ

(تباہ و برباد کرنا)

5- "دل جل کر کباب ہونا" محاورہ

(دل کو تکلیف پہنچنا)

III- موزوں کہاوت یا محاورہ کی پہچان کے لئے اساتذہ میں سوالات کی پرچیاں تقسیم کی جائیں گی اور موزوں کہاوت یا محاورہ کا انتخاب کرنے کے لئے کہا جائے گا:

نیچے چند سطروں کے ساتھ تین تین کہاوتیں دی گئی ہیں۔ ان سطروں کو پڑھ کر موزوں کہاوت یا محاورہ کا انتخاب کیجیے۔

(a) آصف روپوں کے لئے سخت پریشان تھا تبھی اس کا دوست خالد آیا اور کچھ روپیے اس کو بطور قرض دینے چاہے آصف نے بے اختیار کہا:

1. اندھوں میں کانارا جا۔

2. اندھا کیا چاہے دو آنکھیں

3. اندھیرنگری چوٹ راج۔

(b) عاصم کی سازشوں اور خطرناک عادتوں سے لوگ تنگ آچکے تھے جب وہ مر گیا تو دنیا والے کہہ اُٹھے:

1. خس کم جہاں پاک۔

2. جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

3. بد اچھا بد نام برا۔

(c) اسلم ایک بہت ضروری کام سے دہلی جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک ایک صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے جناب "سنا ہے آپ دہلی جا رہے ہیں میں بھی جا رہا ہوں۔ آپ میرے ساتھ چلئے آپ کے ساتھ میرا سفر آسان ہو جائے گا۔" اسلم نے حیرانی سے اس اجنبی کو دیکھا اور دل ہی دل میں سوچا:

1. ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ

2. جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام

3. ایک تو چوری اوپر سے سینا زوری

(IV) - محاوروں کے معنوں کی پہچان:

اساتذہ کو ایک محاورہ سنایا جائے گا۔ اور پھر اس کے لئے تین متبادل جواب بتلائے جائیں گے۔ تاکہ اساتذہ محاوروں کے صحیح معنی تلاش کر سکیں۔

مثال:

1) اینٹ سے اینٹ بچانا	تباہ و برباد کرنا۔ دوڑ دھوپ کرنا۔ شور مچانا
2) پانی پھر جانا	تباہ و برباد ہونا۔ محنت بیکار جانا۔ غصہ ٹھنڈا ہونا
3) بال کی کھال نکالنا	نقصان ہونا۔ پیچیدہ ہونا۔ باریکیاں نکالنا

V - جملوں میں محاورہ مکمل کرنا:

اساتذہ کو چند نامکمل جملے کہے یا دیے جائیں گے اور ہدایت دی جائے گی کہ چند جانوروں یا پرندوں کے نام کی مدد سے وہ جملوں کو مکمل کریں اور ان جملوں میں موجود محاوروں کو پہچانیں۔

(a) انسان ————— دل ہو تو بڑی مصیبت کا سامنا ہمت سے کر سکتا ہے۔

ج۔ شیر ————— شیر دل ہونا۔

(b) علیم کے سالانہ امتحانات کا آج آخری دن تھا۔ گھر لوٹ کر وہ گویا ————— بیچ کر سو گیا۔

ج۔ گھوڑے ————— گھوڑے بیچ کر سونا۔

(c) پیٹ میں ————— دوڑ رہے ہوں تو کسی کام میں دل نہیں لگتا۔

ج۔ چوہے ————— پیٹ میں چوہے دوڑنا

(d) کسی کو ————— بنانا اچھی بات نہیں۔

ج۔ اُلو ————— کسی کو اُلو بنانا۔

(e) طوفانی برسات کی رات تھی اُس پر بجلی چلی گئی تو میرے ہاتھوں کے ————— اُڑ گئے۔ ماں نے دلاسہ دیا ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

ج۔ طوطے ————— ہاتھوں کے طوطے اُڑنا۔

(f) تبریز غضب کا چالاک لڑکا ہے۔ اُڑتی ————— کے پر گن لیتا ہے۔

ج۔ چڑیا ————— اُڑتی چڑیا کے پر گننا۔

VI- اعداد سے بنے محاورے:

ہدایت: محاوروں کا کچھ حصہ اعداد اور تصویروں میں دیا گیا ہے۔ ان اعداد اور تصویروں کی جگہ الفاظ لکھ کر محاورے مکمل کیجیے۔

2 ٹوک جواب دینا = دو ٹوک جواب دینا

3 13 کرنا = تین تیر کرنا

1 نہ بھانہ = ایک آنکھ نہ بھانہ

9 2 11 ہونا = نو دو گیارہ ہونا

4 لگنا = چار چاند لگنا

8 8 بہانا = آٹھ آٹھ آنسو بہانا

VII- محاوروں میں رنگ:

ہدایت: جدول میں صحیح الفاظ چن کر محاورے مکمل کیجیے۔ مترادف جملے دیے جائیں گے اور اساتذہ کو محاورہ پہچاننے کے لئے کہا جائے گا۔

لال	پیلا	نیلا	سبز
جامنی	سفید	کالا	گلابی

1- پتہ نہیں حارث کو کس نے ————— باغ دکھائے کہ وہ اپنی خاصی نوکری چھوڑ کر ممبئی چلا گیا۔ (سبز)

2- جھولے پر بیٹھی جوہی نے چلانا شروع کیا اور اُس کا چہرہ ————— پڑ گیا۔ (پیلا)

3- مُتنبھائی کے ہاتھوں میں پڑی ہتھکڑیوں کو دیکھ کر ماں سینہ پیٹتے ہوئے کہنے لگی۔ "تو نے میرا منہ ————— کر دیا۔

میں تو جیتے جی مر گئی۔ (کالا)

4- آج انسان کا خون ————— ہو گیا ہے۔ کسی کو کسی کی فکر ہی نہیں ہے۔ (سفید)

5- بے وقوف شامو کی حرکتوں کو دیکھ کر سیٹھ جی کا منہ ————— ہو گیا (لال)

جوابات:

1- سبز باغ دکھانا۔ 2- چہرہ پیلا پڑنا۔ 3- منہ کالا کرنا۔

4- خون سفید ہو جانا۔ 5- منہ لال ہونا۔

5.5- جانچ:

سوال (1): کہاوت کس زبان کا لفظ ہے؟

جواب: کہاوت ہندی زبان کا لفظ ہے۔

سوال (2): محاورے کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: محاورے کے لغوی معنی آپس میں کلام کرنا، ایک دوسرے کو جواب دینا اور گفتگو کے ہیں۔

سوال (3): علامتِ مصدر کیا ہے؟

جواب: "نا" کو علامتِ مصدر کہتے ہیں۔

سوال (4): محاورہ اور ضرب المثل میں فرق بتلاؤ؟

جواب: ضرب المثل ایک مکمل جملے کی حیثیت رکھتی ہے۔ جبکہ محاورہ محض الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جو عام طور پر مصدر "نا" پر ختم ہوتا ہے۔

سوال (5): صحیح محاوروں کو چن کر عبارت کو مکمل کیجیے۔

بڑی سخت دھوپ تھی چلتے چلتے اسلم تھک سا گیا۔ بھوک سے اس کی ————— لگی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا دور دور تک کوئی دکان نہیں تھی۔ پیاس سے ————— پڑ رہے تھے۔ اُس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور ایک گھنے بیڑ کے سائے میں بیٹھ گیا۔ پھر وہ اونگھنے لگا کچھ ہی دیر میں اس کی ————— لگ گئی۔ وہ جاگا تو دن ڈھل چکا تھا اُس کے تو ————— اُڑ گئے۔ شام تک اپنی منزل پر پہنچنے کی اُسکی آرزو تو ————— گئی۔ "اب دیکھتے ہی دیکھتے رات ہو جائے گی۔ لگتا ہے رات میں بیٹھے بیٹھے ————— پڑیں گے"۔ اُس نے حسرت سے سو نہا۔ پھر اُس نے ہمت سے کام لیا۔ اور رات تک اپنی منزل پر پہنچنے کے لئے ————— لی۔

(کمر کسنا، آنتیں قل ہوا اللہ پڑھنا، تارے گننا، ناک کٹنا، حلق میں کانٹے پڑنا، خاک میں ملنا، آنکھ لگنا، ہاتھوں طوطے اڑنا، کلیجہ ٹھنڈا ہونا)

5.6۔ نتیجہ:

مندرجہ بالا پیش کیا گیا مواد، اُسکی تشریح اور سرگرمیوں سے اساتذہ میں محاوروں اور ضرب المثل کی تفہیم پروان جڑھے گی اور

استعمالات میں آسانیاں پیش آئیں گی۔



تھیم نمبر 06: ظرافت کا مزاج پیدا کرنا

6.1- تعارف:

حس مزاج انسان کی فطری جبلت ہے۔ اس لئے وہ انسان میں خود بہ خود پیدا ہوتی ہے۔ اس کے اظہار میں تاخیر نہیں ہوتی۔ ذہن اور سوچ کے آپسی رشتے قائم ہونے سے پہلے ہی بچہ کھل کھلانے اور مسکرانے لگتا ہے۔ اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اسے مسکرانے یا ہنسنے کی تربیت دی جائے۔

عرب کا ایک مشہور مقولہ ہے عالم میں ظرافت کو وہی مرتبہ حاصل ہے جو کھانے میں نمک کو نصیب ہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی زبان کی لطافت اور کسی قوم کی ذہنی پختگی کا انداز کرنے کے لئے اس زبان کی ادبی ظرافت اور اس قوم کا احساس مزاج ہی سب سے عمدہ معیار ہے۔ طنز و مزاح نہ صرف کسی زبان کی نشوونما اور تقاء کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ اہل زبان کے تدریجی ذہنی ارتقاء کو سمجھنے میں بھی مدد دیتا ہے۔

زندگی کی سنجیدگی اور ماحول کی ٹھوس مادیت جو قریب قریب ہر شے کو اپنے بازوؤں میں جکڑے ہوئے ہے۔ انسان کے احساس مزاج کی حدت سے پگھل کر ملائم ہو جاتی ہے۔ احساس مزاج اور اس کے مظہر یعنی تبسم، ہنسی اور قہقہہ ہی دراصل ہمیں سنجیدہ ماحول میں زندہ رکھنے کے لئے ذمہ دار ہیں۔ ہنسی نہ صرف افراد کو باہم مربوط ہونے کی ترغیب دیتی ہے۔ بلکہ ہر اس فرد کو نشانہ تمسخر بھی بناتی ہے۔ جو سوسائٹی کے مروجہ قواعد و ضوابط سے انحراف کرتا ہے۔

اُردو میں طنز و مزاج کی روایت بہت قدیم ہے۔ مگر شروع میں یہ صرف اندازِ سخن تھا۔ جس نے بیسویں صدی تک پہنچتے پہنچتے ایک باقاعدہ صنفِ ادب کی حیثیت اختیار کر لی۔

طنز میں کلام کے دوزخ ہوتے ہیں۔ ظاہر اُہنی ٹھٹھول کی باتیں، مگر غور کیجئے تو دل میں چھپنے والے اور ذہن کو متاثر کرنے والے تیر و نشتر جس پر طنز کیا جاتا ہے اس کے لئے طنز کا وار صبر آزما ہوتا ہے۔ مگر دوسروں کی تفریحِ طبع کا سامان بہم پہنچ جاتا ہے۔

مزاج میں صرف شگفتگی اور تفریحِ طبع ہی مقصود ہوتی ہے۔ کسی پروا کرنا کسی کو جھنجھوڑنا۔ اس کا مقصد نہیں ہوتا۔ تاہم یہ بات سمجھ لینے چاہیے کہ طنز کا مقصد تفریح نہیں ہوتا۔ اس میں تعمیری پہلو مضمحل ہوتے ہیں۔ طنز و مزاج کی خوبی یہی ہے کہ اس سے تہذیب اور سماج کے تضاد اور اس کی کمزوریوں کو محض انداز سے اُجاگر کر کے خرابیوں کو دور کرنے کا ایک جذبہ ابھارا جاتا ہے۔

6.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ اس تھیم کا مقصد درس و تدریس میں ظرافت کے مزاج کے ذریعے مثبت پہلو کو اُجاگر کرنا ہے۔
- ☆ طنز و مزاج کی مدد سے درس و تدریس کے عمل کو خوش گوار بنانا۔
- ☆ درس و تدریس کے دوران پیدا ہونے والے مشکلات، جھنجھلاہٹ اور تلخی کے اثرات کو ذائل کرنا۔

☆ طنز و کاہنسی کے پردے میں یہ مقصد ہوتا ہے کہ دل میں بدی سے نفرت پیدا ہو اور اُسے دور کرنے کا جذبہ اُبھرے۔
اور یہ بات اٹل ہے کہ ظرافت کے پیرائے میں کہی بات سنجیدہ نصیحت سے زیادہ اثر کرتی ہے۔
☆ احساس مزاح کا ایک روشن پہلو یا غرض یہ بھی ہے کہ اس کے وجود سے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان تعلق کو فوقیت ملتی ہے۔

6.3۔ مواد:

ظرافت کے لغوی معنی خوش طبعی، مذاق، دل لگی، تمسخر یعنی ہنسی مذاق، مسخرہ پن کے ہیں۔
مزاح کی طرح طنز بھی موازنہ، مبالغہ، لفظی بازی گری اور تحریف وغیرہ کے حربے استعمال کرتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ مزاح کے برحق طنز میں نشتریت کا پہلو ضرور غالب رہتا ہے۔ اور یہ اپنے نشانہ تمسخر کے خلاف نفرت کے جذبات کا اظہار ضرور کرتی ہے۔
طنز و مزاح دو الگ الگ اصطلاحات ہیں۔ کسی بات کو خندہ آوار بنا کر پیش کرنا مزاح کہلاتا ہے۔ اور طنز میں ضرب و زنش پوشیدہ ہے۔ ہنسی، ظرافت، چلبلاہٹ، ٹھٹھول سب اقسام مزاح میں سے ہیں۔ جن کا مقصد مسرت آفرینی ہے۔ قہقہہ اور فقرہ بازی وغیرہ طنز سے متعلق ہے۔ تضحیک میں اگرچہ دکھ پہنچانے کی غرض پوشیدہ ہے۔ لیکن طنز کی مزاح آمیز دل آزاری میں ہمدردی کا پہلو بھی پنہاں ہے۔ اور طنز نگار مصلح عصر ہوتا ہے۔ یعنی کسی ناگوار حقیقت کو ظریفانہ انداز میں پیش کرنا طنز و مزاح کہلاتا ہے۔ جیسے اکبر آلہ آبادی کا ایک شعر ہے۔

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

مزاح کا مقصد محض لطف اندوزی ہے۔ تو طنز میں اصلاح کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے جو کہ دلاور فگار نے اپنے شعر میں بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔

سیٹھ جی تیرا لہو چوسیں تو خوش ہوتا ہے تو
میں بھی چکھ لیتا ہوں تھوڑا سا تو کیوں روتا ہے کیوں

بعض اساتذہ پر اس قدر سنجیدگی مسلط ہوتی ہے۔ اور وہ کمرہ جماعت میں اپنی ذات کو اس قدر اہم اور ضروری خیال کرتے ہیں کہ ان میں خود کو مذاق کا نشانہ بنانے کی صلاحیت ہی پیدا نہیں ہو سکتی۔ فی الحقیقت خود پر ہنسنے کے لئے وسیع قلبی کی ضرورت ہے۔ اور قدرت نے غالب

کو اس کا بہت بڑا حصہ بخشا تھا۔ ظرافت کے یہ بہترین نمونے غالب کے خطوط میں ملتے ہیں۔ ان کے خطوط کی تحریر سے یوں لگتا ہے جیسے کوئی آنسوؤں میں مسکرا رہا ہے۔

سخت علالت کے دوران جسمانی کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اگر اٹھتا ہوں تو تکلیف اتنی دیر میں جتنی دیر میں قد آدم دیوار اٹھتی ہے"۔ ایک خط میں لکھتے ہیں "میرا حال مجھ سے کیا پوچھتے ہو، دو چار دن میں پڑوسیوں سے پوچھ لینا"۔ ثاقب کو بے رنگ خط بھیجتے ہوئے لکھتے ہیں "آج میرے پاس نہ ٹکٹ ہے نہ دام معاف رکھنا والسلام"۔ نواب انوار الدولہ، اسعد الدین خاں شفیق کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں "کیوں کر کہوں کہ میں دیوانہ نہیں ہوں؟ ہاں اتنے ہوش باقی ہیں کہ اپنے کو دیوانہ سمجھا ہوں۔ واہ کیا ہوشمندی ہے کہ قبلہ ارباب کو خط لکھتا ہوں"۔ اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ طنز کا نشانہ دوسروں کو نہیں بناتے۔ اپنے اوپر آپ ہنستے غالب کی ظرافت ہنساتی نہیں بس مسکرانے پر مجبور کرتی ہے جو ایک اعلیٰ ظرافت کی مثال ہے۔

روز مرہ زندگی میں انسان نئے حادثوں سے دوچار ہوتا ہے۔ اگر آپ میں احساسِ ظرافت ہے تو ان احساس کی تلقین کو آسانی سے ذائل کیا جاسکتا ہے۔ اگر دوسرے لوگ ہمارا کوئی مذاق اڑاتے ہیں تو بُرا نہ مانیں بلکہ اس سے لطف اندوز ہونے کی کوشش کریں۔ اشتیال انگیز بات کو دلچسپ انداز میں اگر بیان کیا جائے تو نہ صرف مخاطب ہی بُرا نہ مانے گا بلکہ ہم خود بھی غصہ اور جھنجھلاہٹ سے پیدا ہونے والے اعصابی کھینچاؤ اور اُلجھن سے محفوظ رہتے ہیں۔ مایوس شخص یا ماحول کے لئے اس لطیف جس کی موجودگی اس لحاظ سے بڑی فائدہ مند ہے کہ اگر کسی مرحلے پر وہ مشکلات سے دوچار ہے تو ظرافت اور لطیف انداز کی بدولت اُس کے بُرے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ جیسے ملا نصیر الدین کا یہ لطیفہ

"ملا نصیر الدین ایک مرتبہ حمام میں غسل کر رہے تھے دھڑام سے گرنے کی آواز آئی۔ بیوی نے پوچھا ارے کیا ہوا؟ ملا نے کہا نہیں شیر وانی گر پڑی تھی۔ بیوی نے پوچھا شیر وانی گرنے پر اتنی زور دار آواز تو نہیں آتی! ملا نصیر الدین نے جواب دیا۔ شیر وانی کے اندر میں بھی تھا"۔ لفظوں میں اُلٹ پھیر اور ترکیبوں کی ساخت میں تبدیلی سے مزاح پیدا کرنے کا اسلوب بھی درس و تدریس کے عمل میں ظرافت کے مزاح کو پیدا کرتا ہے۔ جیسے۔ "ناک وہ ناک کے خطر ناک جسے کہتے ہیں"۔

مندرجہ ذیل اقتباس سے ہم ظرافت کے یہ عمل کو سمجھ سکتے ہیں۔ "ایک مرتبہ جو اہر لال نہرو جیل سے چھوٹ کر آئے تو ملنے والوں میں ایک صاحب کا کارڈ سامنے آیا، لکھا تھا آر۔ سہائے فراق۔ نہرو نے ذہن پر زور ڈالا، کچھ یاد نہ آیا۔ اتنے میں فراق صاحب داخل ہوئے۔ جو اہر لال نہرو نے تباک سے خیر مقدم کیا۔" ارے رگھوپتی تم ہو۔ فراق کب سے ہو گئے"۔۔۔؟

فراق صاحب نے مختصر لفظوں میں جو اہر لال نہرو کی جیل یا ترائے کے دوران شاعری کرنے کا حال سنایا، بولے "اس بار جیل گیا تو تم رگھوپتی سہائے سے آر۔ سہائے فراق ہو گئے۔ اگلی بار جیل گیا تو تم فقط "ہائے فراق رہ جاؤ گے"۔

طنز و مزاح کا فن بڑا مشکل ہے۔ یہ ایسی دشوار گزار راہ ہے کہ اگر مصنف کی شخصیت میں بصیرت اور بصارت کے عناصر کا حلقہ موجود نہ ہوں تو وہ خود ہی اپنے طنز و مزاح کا شکار ہو جاتا ہے۔

6.4۔ سرگرمیاں:

1۔ اساتذہ کے چار گروہ بنائے جائینگے اور ان کے درمیان مقابلہ اس طرح رکھاجائے گا کہ ٹیم A کوئی شعر کہے گی اور ٹیم B اُس شعر میں ظرافت کا پہلو پہچانے گی۔

ٹیم-B

ایسی بوڑھی حوریں جو ہزاروں
برس کی ہیں اُن کو لے کر ہم کیا کریں۔

ٹیم-A

1۔ جس میں ہزاروں برس کی حوریں ہوں
ایسی جنت کا کیا کرے کوئی

شیطان خوشی منارہے ہیں کے
اُس کے حربے آسانی سے پورے ہونگے۔

2۔ پیدا ہوئے وکیل تو شیطان نے کہا
لو! آج ہم بھی صاحبِ اولاد ہونگے

2۔ اساتذہ کے درمیان ادبی لطیفے کہنے کا مقابلہ رکھاجائے گا۔

ٹیم-B

مرزا غالب بعد رہائی میاں کالے حضرت محمد نصیر الدین
جو بہادر شاہ کے پیر تھے اُن کے مکان میں آکر رہے
ایک روز میاں صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کسی نے
آکر قید سے چھوٹنے کی مبارک باد دی مرزانے کہا۔ کون
قید سے چھوٹا ہے۔ پہلے گورے کی قید میں تھا۔ اب
کالے کی قید میں ہوں۔

ٹیم-A

ابنِ انشا کہتے ہیں کہ میں اور میری بیوی ایک جان
دو قلب ہیں۔ نیند کی گولیاں وہ کھاتی ہے اور سکون
مجھے ملتا ہے۔

6.5۔ جانچ:

مندرجہ بالا تقسیم کی جانچ کے لئے ہم درجہ ذیل سرگرمی کا استعمال کریں گے۔ اقتباس کے تحت سوالات پوچھے جائیں گے۔ کہتے ہیں کہ
ایک مرتبہ ملا نصیر الدین کا بازار سے گزر ہو رہا تھا کہ اچانک زوردار برسات ہونے لگی۔ لوگ برسات سے بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ ملا
نصیر الدین نے دیکھا تو کہا ارے ارے کیا کر رہے ہو! کیا خدا کی رحمت سے اس طرح بھاگنا اچھا ہے؟ لوگ یہ سن کر حیران رہ گئے۔

چند دن بعد ملا نصیر الدین لوگوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے، پھر سے زوردار برسات ہونے لگی تو ملا نصیر الدین دوڑ کر برسات سے
بچنے کی کوشش کرنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت پر سوں تو آپ نے لوگوں کو نصیحت کی کہ خدا کی رحمت سے ڈر کر بھاگنا نہیں چاہیے۔ اور آج

آپ خود ہی بھاگ رہے ہیں۔ ملا نصیر الدین نے فوراً جواب دیا ارے کم بختو دیکھ نہیں رہے ہو کہ خدا کی رحمت میرے پیروں تلے آرہی ہے میں یہ بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا۔ مندرجہ بالا لطیفہ بغور پڑھئے اور ان سوالات کے جواب لکھیے۔

1- لوگ بارش سے بچنے کے لئے کیا کرنے لگے؟

ج- لوگ بارش سے بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔

2- بارش سے بچتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر ملا نصیر الدین نے کیا کہا؟

ج- بارش سے بچتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر ملا نے کہا کہ ارے ارے کیا کر رہے ہو! کیا خدا کی رحمت سے اس طرح بھاگنا اچھا ہے؟

3- بارش سے بچتے ہوئے ملا نصیر الدین کو دیکھ کر لوگوں نے کیا کہا؟

ج- لوگوں نے پوچھا حضرت پرسوں تو آپ نے لوگوں کو نصیحت کی کہ خدا کی رحمت سے ڈر کر بھاگنا نہیں چاہیے اور آج آپ خود ہی بھاگ رہے ہیں۔

4- ملا نصیر الدین نے بارش سے بچنے کی کیا وجہ بتائی؟

ج- ملا نصیر الدین نے بارش سے بچنے کی یہ وجہ بتائی کہ خدا کی رحمت میرے پیروں تلے آرہی ہے میں یہ بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا۔

5- مندرجہ بالا عبارت میں ظرافت کا پہلو کہاں نظر آ رہا ہے؟

ج- "ارے کم بختو دیکھ نہیں رہے ہو کہ خدا کی رحمت میرے پیروں تلے آرہی ہے میں یہ بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا"۔ یہاں پر ظرافت کا پہلو نظر آ رہا ہے۔

ایک ہی حالت یا کیفیت میں لفظوں میں اُلٹ پھیر اور ترکیبوں کی ساخت میں تبدیلی سے مزاح پیدا کرنے کا اسلوب ملتا ہے۔

ایک ادبی لطیفہ لکھیے:

ایک مجلس میں مرزا صاحب اور شیخ ابراہیم ذوق دونوں موجود تھے مرزا صاحب نے میر تقی میر کی تعریف کی ذوق نے سودا کو میر تقی

پر ترجیح دی مرزا جناب ذوق سے فرماتے ہیں:

"میں تو آپ کو میری سمجھتا تھا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ آپ سودا ہی ہیں"

6.6۔ نتیجہ:

چونکہ ہنسی کے ذریعہ خوشی پھیلتی ہے اس لئے اس کی ضرورت درس و تدریس کے عمل میں بھی محسوس ہوتی ہے۔ ظرافت سے سرور و انبساط تو حاصل ہوتا ہی ہے۔ اس کے علاوہ سماجی برائیاں بھی منظر عام پر آتی ہیں۔ اور طنز و مزاح کا ہنسی کے پردے میں یہ مقصد ہوتا ہے کہ دل میں بدی سے نفرت پیدا ہو۔ اور اُسے دور کرنے کا جذبہ ابھرے اور یہ بات اٹل ہے کہ ظرافت کے پیرائے میں کہی بات سنجیدہ نصیحت سے زیادہ اثر کرتی ہے۔





تھیم نمبر 07: دلچسپ انداز میں قواعد کی تفہیم

7.1- تعارف:

زبان کو موثر طریقہ سے استعمال کرنے کے لئے قواعد کا علم لازمی ہے۔ اگر طالب علم قواعد کو نہیں جانتے ہیں تو ان سے پڑھنے، لکھنے اور بولنے میں غلطیاں سرزد ہوں گی اور زبان کی خوبیاں ضائع ہو جائیں گی۔ اسی لئے معیاری زبان اور عمدہ تحریر و تقریر کے لئے صحیح قواعد کا علم اور استعمال ضروری ہے۔ روایتی طریقے استعمال کرتے ہوئے قواعد سیکھنا غیر دلچسپ اور ناگوار ہوتا ہے۔ اسی لئے قواعد کو دلچسپ انداز میں سرگرمیوں کے ذریعے پڑھائیں تو طلبہ کی یہ ناخوشگوار دور ہو سکتی ہے۔ اس تھیم کے ذریعہ قواعد کی تدریس کو استقرائی طریقے سے دلکش اور یادگار بنانے میں مدد ملے گی۔ یوں تو قواعد کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (1) علم ہجا، (2) علم صرف، (3) علم نحو، (4) علم بیاباں / بلاغت اور (5) علم عروض۔ اس تھیم میں مختصراً علم نحو اور علم صرف کے اجزاء کے متعلق معلومات فراہم کی گئے ہیں۔

7.2- اغراض و مقاصد:

☆ قواعد کے بنیادی اصولوں سے روشناس کرانا۔

☆ زبان کو موثر طریقے سے استعمال کرنے میں قواعد کی اہمیت بتانا۔

☆ زبان کی ساخت کو بتانا۔

☆ تحریری اور تقریری زبان پر عبور حاصل کرنا۔

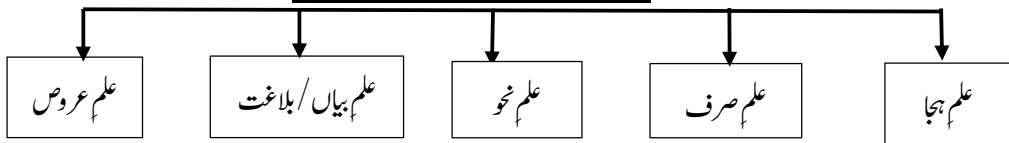
☆ قواعد کی تدریس کے لئے دلچسپ طریقہ کار کو اپنانا۔

☆ استقرائی طریقے سے قواعد کی تدریس کو اپنانا۔

7.3- مواد:

کسی بھی زبان کو صحیح بولنے اور لکھنے کے جو اصول ہوتے ہیں یہی اصول قواعد کہلاتے ہیں۔ قواعد لفظ 'قاعدہ' کی جمع ہے۔ جس کے معنی اصول کے ہیں۔

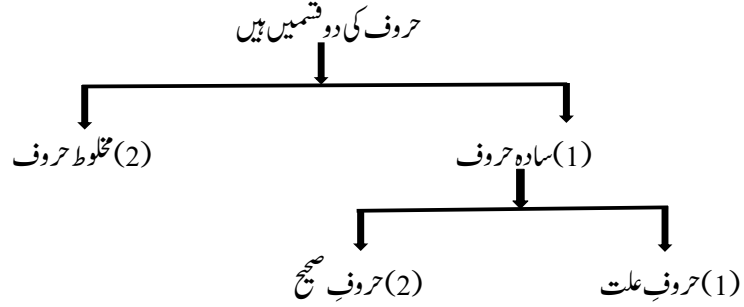
اردو قواعد کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔



1- علم ہجا: علم ہجا میں حروف کی آوازوں اور حرکات و سکنات سے بحث کی جاتی ہے۔

2- علم صرف: علم صرف میں الفاظ کی ساخت، بناوٹ اور ان کے تغیر اور تبدل سے بحث کی جاتی ہے۔

- 3- علم نحو: اس میں جملوں کی ساخت بناوٹ اور ترتیب و ترکیب سے بحث کی جاتی ہے۔
- 4- علم بیان / بلاغت: علم بیان و بلاغت میں الفاظ اور جملوں کی لفظی اور معنوی خوبیوں سے بحث کی جاتی ہے۔
- 5- علم عروض: علم عروض میں شاعری کے اصول و ضوابط سے متعلق بحث کی جاتی ہے۔
- 1- علم ہجا: زبان کی مختلف آوازوں کو لکھنے کے لئے جو شکلیں یا علامات استعمال ہوتی ہیں انہیں حروف کہتے ہیں۔ حرف کی جمع حروف ہے۔ جس کے لغوی معنی "آواز کو ظاہر کرنے والا نشان" کے ہیں۔ حروف کے مجموعے کو حروفِ تہجی یا حروفِ ہجا کہا جاتا ہے۔



سادہ حروف:- ا ب پ ت ث ج چ ح خ د ڈ ز ر ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی ے۔

مخلوط حروف:- بھ پھ ٹھ چھ ڈھ رھ ڈھ کھ گھ لھ مھ نھ

حروفِ علت:- ا، و، ی، تین حروفِ علت ہیں۔ ان کو علامات (َ ، ِ ، ُ) میں بھی لکھا جاتا ہے۔

حروفِ صحیح:- حروفِ علت (ا، و، ی) کو چھوڑ کر باقی تمام حروف، حروفِ صحیح کہلاتے ہیں۔

الف کی دو قسمیں ہیں:

(1) الفِ ممدودہ (2) الفِ مقصورہ

الفِ ممدودہ:- آج آم آب آپ آس آگ آنکھ آہ

ان الفاظ کے الف کو کھینچ کر پڑھا جا رہا ہے۔ جس الف کو کھینچ کر پڑھا جاتا ہے اسے الفِ ممدودہ کہتے ہیں۔

الفِ مقصورہ:- اب اس اُف اِک اِن اور

ان الفاظ کے الف کو کھینچ کر نہیں پڑھا جا رہا ہے۔ جس الف کو کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا ہے اسے الفِ مقصورہ کہتے ہیں۔ اس الف پر مد نہیں ہوتا۔

صوتی اعتبار سے 'ن' کی دو قسمیں ہیں۔ نونِ غنّہ اور نونِ اعلانیہ:

نونِ غنّہ / باطنہ: کہاں - وہاں - ہیں - ان الفاظ میں 'ن' بغیر نقطہ کے لکھا گیا ہے۔ اور یہ نونِ غنّہ لفظ کے درمیان میں آتا ہے تو نقطہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے جیسے 'جنگل'۔ اس کی آواز ناک سے نکلتی ہے۔

نونِ اعلانیہ / ظاہرہ: نازل - ناک - نام - خون - آن - قانون - ان الفاظ میں جو نون آیا ہے وہ واضح پڑھا جا رہا ہے اور نقطہ کے ساتھ لکھا گیا ہے، گویا نونِ اعلانیہ وہ نون ہے جو واضح پڑھا جاتا ہے اور نقطہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

واؤ کی چار قسمیں ہیں:

1- واؤ معروف: دُور - نُور - ان الفاظ کے واؤ کو خوب ظاہر پڑھا جا رہا ہے۔ واؤ معروف وہ واؤ ہے جس کے پہلے پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جائے۔

2- واؤ مجہول: ہوش - زور - ان الفاظ کے واؤ کو خوب ظاہر نہیں پڑھا جا رہا ہے۔ واؤ مجہول وہ واؤ ہے جس کے پہلے پیش تو ہو مگر ظاہر کر کے نہ پڑھا جائے۔

3- واؤ موقوف: بھاؤ - ناؤ - ان الفاظ کے واؤ سے پہلے الف آیا ہے۔ واؤ موقوف ان اردو ہندی اسماء کے آخر میں آتا ہے جن میں واؤ کے پہلے الف ہو۔

4- واؤ معدولہ: خوش - خود - خواب - خواجہ - ان الفاظ میں واؤ کی آواز خاموش ہے۔ واؤ معدولہ وہ واؤ ہے جو لکھا جاتا ہے مگر بولا نہیں جاتا۔

ہا کی تین قسمیں ہیں:

1- ہائے دو چشمی: بھالو - جھولہ - گیارہواں - کھیل - گھر - ان الفاظ میں ہائے کو دو آنکھیں بنا کر لکھا گیا ہے۔ ہائے دو چشمی مخلوط حروف کے ساتھ لکھی جاتی ہے۔

2- ہائے مخفی / ہوز: پروانہ - زمانہ - دیوانہ - افسانہ - ان الفاظ میں 'ہائے' تلفظ میں نہیں آ رہا ہے۔ ہائے مخفی یا ہائے ہوز وہ ہے جو کھل کر نہ پڑھی جائے اور حرف ماقبل کی حرکت کو ظاہر کرے۔

3- ہائے ملفوظی: راہ - چاہ - کوہ - گاہ - ان الفاظ کی 'ہائے' کا تلفظ واضح ہے۔ ہائے ملفوظی وہ ہے جو خوب کھل کر پڑھی جاتی ہے۔

ی کی دو قسمیں ہیں:

1- یائے معروف: امیر - عید - فقیر - غریب - ان الفاظ میں 'ی' کو کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ یائے معروف وہ 'ی' ہے جس سے پہلے کے حروف پر زیر ہو اور جسے ظاہر کر کے پڑھا جائے۔

2- یائے مجہول: شیر - دلیر - دیر - ان الفاظ میں 'ی' کو کھینچ کر نہیں پڑھا جا رہا ہے۔ یائے مجہول وہ 'ی' ہے جس سے پہلے کے حروف کی زیر خالص نہ ہو اور جسے خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جائے۔

فرہنگ ادبیات میں سلیم شہزاد علم صرف کے تعلق سے لکھتے ہیں کہ:

"تو اعد زبان میں مختصر تر بمعنی صوتی اکائیوں (صرفیے اور الفاظ) سے لے کر طویل تر صوتی اکائیوں (فقرے، محاورے اور جملے) تک کی تقسیم، ترتیب، تکرار اور ان کے مشتقات سے کی جانے والی بحث صرف کہلاتی ہے۔" (صفحہ نمبر - 531)

زبان کی سب سے چھوٹی اکائی حرف ہوتی ہے۔ معنویت کی حامل مختصر تر لسانی اکائی 'لفظ' ہے۔ مختلف حروف مل کر ایک لفظ بناتے ہیں۔

اور وہ لفظ معنی و مفہوم کی ترسیل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

مستقل کلمہ: پانی - انسان - مدرسہ - بلی وغیرہ۔ مندرجہ بالا الفاظ کے مخصوص معنی ہیں۔ جو لفظ بمعنی ہو اُسے "مستقل کلمہ" کہتے ہیں۔

غیر مستقل کلمہ: سے - پر - نے - کو - تک - تو وغیرہ۔ مندرجہ بالا الفاظ / حروف تنہا اپنے معنی نہیں دے رہے ہیں۔ یہ حروف / الفاظ جملے میں اپنے معنی نہیں رکھتے لیکن جملے کو معنی دیتے ہیں، ان کے بغیر جملہ بے معنی ہو جاتا ہے۔

"بچہ اچھے نشانات سے کامیاب ہوا"۔ اس جملے میں ' سے ' اپنے معنی نہیں رکھتا لیکن جملے کو معنی دے رہا ہے۔ اس کے بغیر جملہ بے معنی ہو جائے گا۔ یعنی یہ جملہ اس طرح ہو گا۔ "بچہ اچھے نشانات کامیاب ہوا۔"

علم صرف میں وہ کلمہ جس کے معنی دوسرے لفظ کے ساتھ ملے بغیر پورے سمجھ میں نہ آئیں " غیر مستقل کلمہ " کہلاتا ہے۔

(1) اسم (2) ضمیر (3) صفت (4) فعل (5) متعلق فعل

(1) اسم

ان جملوں پر غور کیجیے۔

1- احمد نیک ہے۔

2- بی بی بیٹھی ہوئی ہے۔

3- کرناٹک کا صدر مقام مینگورہ ہے۔

4- استاد لال قلم سے املے کی تصحیح کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا جملوں میں جن الفاظ کے نیچے خط کھینچا گیا ہے ان میں احمد اور بی بی جانداروں کے نام ہیں۔ کرناٹک اور مینگورہ جگہوں کے

نام ہیں اور قلم چیز کا نام ہے۔ کسی جاندار، جگہ یا چیز کے نام کو اسم کہتے ہیں۔ اسم کی اقسام: اسم کی دو قسمیں ہیں۔ (1) اسم عام (2) اسم خاص اسم عام: ان جملوں پر غور کیجیے۔

1- احمد نیک لڑکا ہے۔

2- گائے دودھ دیتی ہے۔

3- ہندوستان ہمارا ملک ہے۔

4- تاج محل خوبصورت عمارت ہے۔

"اسم عام وہ اسم ہے جو ایک ہی قسم کی غیر مخصوص چیز کا نام ہے"۔ مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ اسم عام کو ظاہر کرتے ہیں۔

اسم خاص: مندرجہ بالا جملوں میں احمد، ہندوستان اور تاج محل خاص نام ہیں۔ "اسم خاص وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص، خاص جگہ یا خاص چیز کا نام ہو۔"

اسم خاص کی قسمیں چھ (6) ہیں:

(1) علم (2) خطاب (3) تخلص (4) لقب (5) عرف (6) کنیت

1- علم: ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

(1) شاہ جہاں نے تاج محل بنوایا۔

(2) کاویری کو جنوبی ہندوستان کا بارہ ماسی دریا سمجھا جاتا ہے۔

(3) دہلی ہندوستان کا صدر مقام ہے۔

(4) فاطمہ ذہین ہے۔

اوپر کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ شاہ جہاں، تاج محل، کاویری، ہندوستان اور فاطمہ خاص اشخاص اور خاص جگہوں کے نام ہیں۔ چونکہ یہ خاص اشخاص اور خاص جگہوں کی نشاندہی کرتے ہیں انھیں اسم علم کہتے ہیں۔ اسم علم وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص یا خاص جگہ کا نام ہو۔

2- خطاب: ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔

1- ڈاکٹر عبد الکلام کو حکومت ہند کی جانب سے پدم بھوشن، پدم و بھوشن، بھارت رتن وغیرہ اعزازات سے نوازا گیا۔

2- الطاف حسین حالی کو نٹس العلماء کے خطاب سے نوازا گیا۔

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پدم بھوشن، پدم و بھوشن، بھارت رتن اور نٹس العلماء خطابات کے نام ہیں جو حکومت کی جانب سے دیے گئے ہیں۔ خطاب وہ اسم ہے جو حکومت کی طرف سے کسی خاص شخص کو اس کی خدمت کے صلے میں دیا جاتا ہے۔

3- تخلص:- مندرجہ ذیل اشعار میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔

1- میں نے مانا کے کچھ نہیں غالب

مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

2- میرے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو، اُن نے تو

تشفہ کھینچا، دیر میں بیٹھا، کب کا ترک اسلام کیا

3- مجھ سے ادا ہوا ہے جگر جتو کا حق

ہر ذرے کو گواہ کیے جا رہا ہوں میں

ان اشعار میں غالب، میر اور جگر شعر کے نام ہیں، انھیں تخلص کہتے ہیں۔

4- لقب:- مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔

1- موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا تھا اس لیے انھیں کلیم اللہ کہا جاتا ہے۔

2- میر تقی میر کو خدائے سخن، مولوی عبد الحق کو بابائے اردو اور ابو الکلام آزاد کو امام الہند کہا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں کلیم اللہ، خدائے سخن، بابائے اردو اور امام الہند خاص خوبی کی وجہ سے خاص اشخاص کو دیے گئے نام ہیں۔ انھیں لقب کہا جاتا ہے۔ لقب وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص کے لیے خاص خوبی یا بزرگی یا وصف کے لیے کہا جائے۔

5- عرف:- مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔

1- مٹی تم کہاں گئی تھیں؟

2- چھوٹو سبق پڑھو۔

ان جملوں میں مٹی اور چھوٹو ایسے نام ہیں جو محبت اور پیار سے بولے جاتے ہیں۔ عرف وہ چھوٹا سا نام ہے جو محبت یا پیار کی وجہ سے کسی کو

پکارا جاتا ہے۔

6- کنیت:- مندرجہ ذیل جملوں اور مصرع میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔

1- ابو طالب محمدؐ کے چچا تھے۔

2- ابن مریم ہو کرے کوئی

3- اُمّ ہانی محمدؐ کے چچا کی بیٹی کا نام ہے۔

ان میں ابوطالب، ابن مریم اور اُمّ ہانی عربی طرز کے نام ہیں۔ عربی ناموں سے پہلے ابو- ام- بنت وغیرہ ہوتے ہیں۔ یہ ماں، باپ، بیٹے کے تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔ کنیت عربی طرز کا وہ نام ہے جس میں پہلے ابو، ام، ابن، بنت پایا جاتا ہے۔

اسم عام کی آٹھ (8) قسمیں ہیں:

(1) اسم ذات	(2) اسم ظرف مکان	(3) اسم ظرف زماں	(4) اسم مادہ
(5) اسم جمع	(6) اسم آلہ	(7) اسم کیفیت	(8) اسم صوت

(1) اسم ذات:- کاغذ، قلم، کتاب، الماری، اونٹ، گھوڑا۔

مندرجہ بالا ناموں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ایک چیز کی حقیقت دوسری چیز سے الگ ہے۔ اور اس سے کوئی وصف معلوم نہیں ہو رہا ہے۔ اسم ذات وہ اسم ہے جس سے ایک چیز سے بلا لحاظ وصف پہچانی جائے۔

(2) اسم ظرف مکان:- مدرسہ، مسجد، مندر، دواخانہ، کتب خانہ، میدان۔

مندرجہ بالا الفاظ کسی نہ کسی جگہ کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ اسم ظرف مکان وہ اسم عام ہے جس میں جگہ یا مقام کے معنی پائے جائیں۔

(3) اسم ظرف زماں:- صبح، شام، دوپہر، سال، صدی، ماہ۔

مندرجہ بالا الفاظ وقت کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ اسم ظرف زماں وہ اسم عام ہے جس میں وقت یا زمانے کے معنی پائے جائیں۔

(4) اسم مادہ:- سونا، چاندی، لوہا، پتیل۔

مندرجہ بالا الفاظ دھات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ اسم مادہ وہ اسم عام ہے جو کسی دھات کے نام کو ظاہر کرے۔

(5) اسم جمع:- جماعت، کارواں، قافلہ، فوج، ٹولی۔

مندرجہ بالا الفاظ بظاہر واحد ہیں لیکن وہ مجموعے پر مشتمل ہیں۔ اسم جمع وہ اسم عام ہے جو چیزوں اور شخصیتوں کے مجموعے کو ظاہر کرتا ہے۔

(6) اسم آلہ:- کفگیر، چاقو، تلوار، خنجر، بندوق، قلم۔

مندرجہ بالا الفاظ اوزار یا ہتھیار کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اسم آلہ وہ اسم عام ہے جو کسی ہتھیار یا اوزار کا نام بتائے۔

(7) اسم کیفیت:- بچپن، جوانی، بڑھاپا، کنجوس، ہمدردی، ٹھکن، غصہ۔

مندرجہ بالا الفاظ ایسی کیفیت کو ظاہر کر رہے ہیں جسے ہم صرف محسوس کر سکتے ہیں چھو نہیں سکتے۔ اسم کیفیت وہ اسم ہے جو کوئی اصلی کیفیت یا حقیقت بتائے۔

(8) اسم صوت:- گھن گھن، ٹپ ٹپ، چھن چھن، میاؤں میاؤں، کائیں کائیں۔

مندرجہ بالا الفاظ جاندار اور بے جان چیزوں کی آوازیں ہیں۔ اسم صوت وہ اسم عام ہے جس سے جاندار اور بے جان چیزوں کے آواز کا اظہار ہو۔

یاد کر لیں:			
☆ اسم	←	(1) اسم خاص	
		(2) اسم عام	
(1) اسم خاص	←	(1) علم	(2) خطاب (3) تخلص
		(4) لقب	(5) عرف (6) کیفیت
(2) اسم عام	←	(1) اسم ذات	(2) اسم ظرفِ مکاں (3) اسم ظرفِ زماں (4) اسم مادہ
		(5) اسم جمع	(6) اسم آلہ (7) اسم کیفیت (8) اسم صوت

لوازم اسم: اسم کے تین لوازم ہیں: (1) تعداد (2) جنس اور (3) حالت

لوازم اسم کے تعلق سے مولوی عبدالحق "قواعد اردو" میں رقم طراز ہیں: "ہر اسم میں خواہ وہ کسی قسم کا ہو، چند خصوصیتوں کا پایا جانا لازمی ہے۔ مثلاً وہ واحد ہو گا یا جمع، مذکر ہو گا یا مؤنث، کسی کام کا کرنے والا ہو گا یا دوسروں کے کام کا اثر اس پر ہو گا۔ چونکہ یہ باتیں ہر اسم میں لازمی طور سے پائی جاتی ہیں اس لئے ہم نے ان کا نام لوازم اسم رکھا ہے۔ یہ تین ہیں۔ (1) جنس (2) تعداد (3) حالت"۔

(قواعد اُردو۔ مولوی عبدالحق۔ صفحہ 47)

(1) جنس:- اسما کی تذکیر و تانیث ہی جنس ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ مذکر اور مؤنث یعنی نر (مذکر) اور مادہ (مؤنث)۔

(2) اسم کی تعداد:- اسم ایک ہو گا یا ایک سے زیادہ اسی کو اسم کی تعداد کہتے ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے اسم دو ہیں۔ (1) واحد اور (2) جمع۔

واحد:- لڑکا، کتاب، مدرسہ، عورت وغیرہ ان الفاظ سے ایک جاندار یا ایک چیز سمجھ میں آئے اسے 'واحد' کہتے ہیں۔

جمع:- لڑکے، کتابیں، مدرسے، عورتیں وغیرہ ان الفاظ سے ایک سے زیادہ جاندار یا ایک سے زیادہ چیزیں سمجھ میں آ رہی ہیں۔ ایسا لفظ جس سے ایک سے زیادہ جاندار یا ایک سے زیادہ چیزیں سمجھ میں آئیں اسے 'جمع' کہتے ہیں۔

(3) اسم کی حالت:- کسی بھی اسم کی پانچ حالتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) فاعلی حالت (2) مفعولی حالت (3) ندائی حالت (4) خبری حالت (5) اضافی حالت

(1) فاعلی حالت:- لیڈر تقریر کر رہا ہے۔

اس جملے میں لیڈر کے کام کرنے کا اظہار ہو رہا ہے۔ لہذا اسم سے کسی کام کے کرنے یا ہونے کا اظہار ہو تو وہ اسم کی 'فاعلی حالت' ہوگی۔

(2) مفعولی حالت:- بچے نے خط لکھا۔

اس جملے میں کام کا اثر خط پر پڑھ رہا ہے۔ خط اسم کی حالت مفعولی ہے۔ جب کسی اسم پر کام کا اثر پڑے تو اسے اسم کی 'مفعولی حالت' کہتے

ہیں۔

(3) - ندائی حالت :- اے اللہ! میری مدد کر۔

اس جملے میں اسم اللہ کو آواز دی جا رہی ہے۔ جملے میں کسی اسم کو آواز دی جائے تو وہ اسم کی 'ندائی حالت' ہوتی ہے۔

(4) - خبری حالت: احمد قطر جا رہا ہے۔

اس جملے میں احمد کے تعلق سے خبر دی جا رہی ہے۔ جملے میں کسی اسم کے تعلق سے کوئی خبر دی جائے تو وہ اسم کی 'خبری حالت' ہوتی ہے۔

(5) - اضافی حالت: استاد کی کتاب

اس فقرے میں استاد کا تعلق کتاب سے بتایا جا رہا ہے۔ جملے میں اسم کا تعلق کسی سے ظاہر کیا جائے تو وہ اسم کی 'اضافی حالت' ہوتی ہے۔

(2) ضمیر

مندرجہ ذیل جملوں پر غور کیجیے:

احمد کا کہنا ہے کہ احمد صبح جلدی اٹھتا ہے۔ کیونکہ احمد کو صبح صبح سبق اچھی طرح یاد ہوتا ہے۔ احمد کا یہ بھی کہنا ہے کہ احمد رات کو جلدی سو جاتا ہے۔ تاکہ احمد کو صبح جلدی اٹھنے میں دشواری نہ ہو۔

مندرجہ بالا جملوں میں اسم احمد کا بار بار آنا بد نمائی کر رہا ہے۔ اور ناگواری محسوس ہو رہی ہے۔ اسم کی تکرار سے جملوں میں روانی اور صفائی نہیں ہوتی۔ اب انھی جملوں میں تھوڑی تبدیلی کے ساتھ دیکھئے۔

احمد کا کہنا ہے کہ وہ صبح جلدی اٹھتا ہے کیونکہ اس کو صبح صبح سبق اچھی طرح یاد ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ رات کو جلدی سو جاتا ہے۔ تاکہ اسے صبح جلدی اٹھنے میں دشواری نہ ہو۔

ان جملوں میں اسم احمد کی تکرار نہیں ہے۔ اسی لیے جملے رواں ہیں اور ناگواری بھی محسوس نہیں ہو رہی ہے۔ ان جملوں کی ابتداء میں اسم 'احمد' آیا ہے۔ اور بعد میں 'وہ'، 'اس'، 'کو'، 'اس کا'، 'وہ'، 'اسے'، 'احمد کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ احمد کی جگہ استعمال ہونے والے یہی الفاظ کو ضمیر کہتے ہیں۔ "ضمیر وہ کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ لایا جائے"۔
ضمیر کی قسمیں پانچ ہیں۔

(1) ضمیر شخصی (2) ضمیر موصولہ (3) ضمیر استفہامیہ (4) ضمیر اشارہ (5) ضمیر تنکیل

(1) - ضمیر شخصی :- اس جملے پر غور کیجیے۔

میں نے تم سے کتنی بار کہا ہے کہ اُس کی غیبت مت کرو۔

اس جملے میں 'میں'، 'تم' اور 'اُس' اشخاص کی جگہ لائی ہوئی ضمیریں ہیں۔ اس جملے میں میں متکلم ہے۔ تم مخاطب ہے اور اُس غائب ہے۔ یعنی اس ضمیر کی تین صورتیں ہیں۔ ضمیر شخصی وہ ضمیر ہے جو کسی نام کی جگہ آئے۔

(2) - ضمیر موصولہ :- اس جملے پر غور کیجیے۔

وہ ملا نصیر الدین کا لطیفہ تھا جو احمد نے سنایا۔

اس جملے میں 'جو' اسم کے بیان کے لئے آیا ہے اور دو جملوں کو ملا رہا ہے۔ ضمیر موصولہ وہ ضمیر ہے جو کسی اسم کے بیان کے لیے آتی ہے اور جملوں کے دو حصوں کو جوڑتی ہے۔ جس نے 'جو'، 'جنوں نے'، 'جسے'، 'جنہیں'، 'جس کو'، 'جن کا'، 'جن کی' وغیرہ ضمیر موصولہ ہیں۔

(3) - ضمیر استفہامیہ :- ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

(1) - تم کہاں گئے تھے؟

(2) - بازار سے کب لوٹے؟

(3) - بھائی کہاں جا رہے ہو؟

(4) - یہاں کیوں رک گئے؟

(5) - آج مدرسہ سے کیا پڑھ کر آئے؟

ان جملوں میں کہاں، کب، کیوں، کیا کے ذریعہ کوئی بات پوچھی جا رہی ہے۔ یہ ضمیریں پوچھنے کے لئے استعمال ہوئی ہیں۔ ضمیر استفہامیہ وہ ضمیر ہے جو سوال کے لئے استعمال کی جائے۔

(4) - ضمیر اشارہ :- ان جملوں پر غور کیجئے۔

(a) - یہ کتاب بہت اچھی ہے۔

(b) - وہ شخص بیمار تھا۔

ان جملوں میں 'یہ' اور 'وہ' قریب اور دور کے اشارے کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ ضمیر اشارہ وہ ضمیر ہے جو قریب اور دور کی چیزوں کو بتانے کے لئے آئے۔ ضمیر اشارہ کی دو قسمیں ہیں۔ (1) اشارہ قریب اور (2) اشارہ بعید۔

(1) اشارہ قریب کے ذریعہ قریب کی چیزوں کو بتایا جاتا ہے۔ جیسے: یہ، اس،

(2) اشارہ بعید کے ذریعہ دور کی چیزوں کو بتایا جاتا ہے۔ جیسے: وہ، اُس۔

(5) ضمیر تکمیل :- ان جملوں کے خط کشیدہ الفاظ پر غور کریں۔

(1) حادثہ میں چند لوگ زخمی ہو گئے۔

(2) کوئی کہہ رہا تھا کہ شہر میں سرکس آنے والا ہے۔

ان جملوں میں 'چند' اور 'کوئی' سے اشخاص کا ٹھیک ٹھیک حال ظاہر نہیں ہو رہا ہے۔ ضمیر تکمیل وہ ہے جو ایسے شخصوں کے لیے لائی جاتی ہے جن کا حال ٹھیک ٹھیک معلوم نہ ہو۔

7.4- سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر 01:

صاحب وسائل شرکاء کو دو گروپس میں تقسیم کریں۔ پہلا گروپ پانچ جملے کہے گا اور دوسرا گروپ ان جملوں میں موجود مستقل کلمہ اور غیر مستقل کلمہ کی نشاندہی کرے گا۔ اسی طرح دوسرا گروپ پانچ جملے کہے گا اور پہلا گروپ ان جملوں میں موجود مستقل کلمہ اور غیر مستقل کلمہ کی نشاندہی کرے گا۔

☆ متوقع جملے اور جوابات :-

شمارہ نمبر	جملے	غیر مستقل کلمہ	مستقل کلمہ
1	کتاب میز پر رکھی ہوئی ہے۔	پر	کتاب - میز - رکھی
2	جماعت میں تیس بچے حاضر ہیں۔	میں	تیس - بچے - حاضر - جماعت
3	ٹہنی پر پھول کھلا ہے۔	پر	ٹہنی - پھول - کھلا
4	ترنم سے نظم پڑھو۔	سے	ترنم - نظم - پڑھو
5	میں بازار سے گزر رہا تھا۔	سے	بازار - میں - گزر
6	بات کرنے سے پہلے سلام کرو۔	سے	بات - کرنے - پہلے - سلام
7	وقت کی پابندی کرو۔	کی	وقت - پابندی
8	سہیلیوں کے نام بتاؤ۔	کے	سہیلیوں - نام
9	منزل ملنے تک چلنا ہے۔	تک	منزل - ملنا - چلنا
10	تعلیم کی اہمیت کو جانو۔	کی - کو	تعلیم - اہمیت - جانو

سرگرمی نمبر 02:

صاحب وسائل شرکاء کو دو گروپس میں تقسیم کریں۔ پہلا گروپ اسم عام اور اسم خاص پر مشتمل پانچ جملے کہے گا۔ اور دوسرا گروپ ان جملوں میں اسم عام اور اسم خاص کی نشاندہی کرے گا۔ اور اسم عام اور اسم خاص ہونے کی وجہ بتائے گا۔ اسی طرح دوسرا گروپ بھی پانچ جملے کہے گا اور پہلا گروپ ان جملوں سے اسم عام اور اسم خاص کی نشاندہی کرے گا۔ اور اسم عام اور اسم خاص کی نشاندہی کرے گا اور اسم عام اور اسم خاص ہونے کی وجہ بتائے گا۔

متوقع جوابات:

1- ہمارا ملک ہندوستان ہے۔

2- گلبرگہ ایک تاریخی شہر ہے۔

3- قرآن مجید آسمانی کتاب ہے۔

4- احمد نیک لڑکا ہے۔

5- گلاب کا پھول خوبصورت ہوتا ہے۔

ان جملوں میں ہندوستان ، گلبرگ ، قرآن مجید ، احمد اور گلاب ایک خاص ملک ، خاص شہر ، خاص لڑکا اور خاص پھول کے نام ہیں۔ ایک جیسی ہر چیز کے نام نہیں ہیں اسی لیے یہ اسم خاص ہیں۔ ان جملوں میں ملک ، شہر ، کتاب ، لڑکا اور پھول ایسے اسم ہیں جو ان کے جیسی ہر چیز کا نام بھی وہی ہوتا ہے اس لیے یہ اسم عام ہیں۔

1- کاویری دریا جنوبی ہندوستان کی مشہور دریا ہے۔

2- غالب اردو کے بہت بڑے شاعر ہیں۔

3- تہجد کی نماز کے لئے اٹھو۔

4- جواہر لال نہرو پہلے وزیر اعظم ہیں۔

5- تاج محل خوبصورت عمارت ہے۔

ان جملوں میں کاویری ، غالب ، تہجد ، جواہر لال نہرو اور تاج محل ایک خاص دریا ، خاص نماز ، خاص شخص ، خاص شاعر اور خاص عمارت کے نام ہیں۔ یہ ایک جیسی ہر چیز کے نام نہیں ہیں اسی لیے یہ اسم خاص ہیں۔ ان جملوں میں دریا ، شاعر ، نماز ، وزیر اعظم اور عمارت ایسے اسم ہیں جو ان کے جیسی ہر چیز کا نام بھی وہی ہوتا ہے اس لیے یہ اسم عام ہیں۔

سرگرمی نمبر 03:

پہلا گروپ اسم عام کی قسموں کے تین تین نام یعنی کل 124 اسم کہے گا اور دوسرا گروپ ان الفاظ سے اسم عام کی قسم کی نشاندہی کرے گا۔ اسی طرح دوسرا گروپ اسم خاص کی قسموں کے چار چار نام یعنی کل 124 اسم کہے گا اور پہلا گروپ ان الفاظ سے اسم خاص کی قسم کی نشاندہی کرے گا۔

☆ اسم عام کے متوقع جوابات:

اسم ذات	اسم ظرف مکان	اسم ظرف زماں	اسم مادہ	اسم جمع	اسم آلہ	اسم کیفیت	اسم صوت
الماری	مسجد	رات	لوہا	قافلے	تلوار	ہمدردی	چیں چیں
قلم	میدان	سال	سونا	افواج	خنجر	کنجوسی	ٹپ ٹپ
کاغذ	مدرسہ	شام	چاندی	کاروں	نیزہ	کابلی	چھن چھن

☆ اسم خاص کے متوقع جوابات:

علم	خطاب	مخلص	لقب	عرف	کنیت
احمد	بھارت رتن	میر	شاعر مشرق	منی	ام حبیبہ
فاطمہ	پدم بھوشن	فراق	بابائے میزائل	چھوٹو	ابن مریم
دہلی	پدم و بھوشن	غالب	خدائے سخن	بڑکی	بنت ہوا
تاج محل	سر	فیض	ذبح اللہ	گولو	ابو ذر

سرگرمی نمبر 04:

صاحب و سائل شرکاء کو دو گروپ میں تقسیم کریں۔ پہلا گروپ ایک عبارت لکھے گا جس میں ضمیر کی جگہ اسم ہو اور دوسرا گروپ اس اسم کو ضمیر سے تبدیل کر کے با آواز بلند پڑھے گا۔ اسی طرح دوسرا گروپ ایک عبارت لکھے گا جس میں ضمیر کی جگہ اسم ہو اور پہلا گروپ اس اسم کو ضمیر سے تبدیل کر کے با آواز بلند پڑھے گا۔

☆ متوقع جوابات:

(1) فاطمہ ایک اسکول ٹیچر ہے۔ فاطمہ ایک سوسائٹی کو اسکول میں گذشتہ دس سال سے پڑھا رہی ہے۔ فاطمہ کو اپنے مضمون میں مہارت حاصل ہے۔ فاطمہ بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتی ہے اور طلبہ بھی فاطمہ کا ادب لحاظ کرتے ہیں۔ جب کبھی طلبہ کو نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے تو فاطمہ بہترین الفاظ میں نصیحت کرتی ہے۔

وہ

اس کو

وہ

اس کا

وہ

(2) احمد کا کہنا ہے احمد صبح جلدی اٹھتا ہے کیونکہ احمد کو صبح صبح سبق اچھی طرح یاد ہو جاتا ہے۔ اور احمد کا یہ بھی کہنا ہے کہ احمد رات کو جلدی سو جاتا ہے تاکہ احمد صبح جلدی اٹھ سکے۔

وہ

اس کو

اس کا

وہ

وہ

صاحب و سائل شرکاء کو تین گروپ میں تقسیم کریں۔ پہلا گروپ لغت سے ایسے واحد الفاظ تلاش کر کے لکھے جس کی جمع لفظ کے آخر میں 'ا' اور 'ت' کے اضافے کے ساتھ بن سکے۔ دوسرا گروپ لغت سے ایسے واحد الفاظ تلاش کر کے لکھے جس کی جمع لفظ کے آخر میں 'ان' کے اضافے کے ساتھ بن سکے۔ تیسرا گروپ لغت سے ایسے واحد الفاظ تلاش کر کے لکھے جس کی جمع لفظ سے پہلے اور لفظ کے آخری حرف سے پہلے 'الف' کی اضافہ کے ساتھ بن سکے۔ تینوں گروپ سے کوئی ایک ایک رکن ان واحد اور جمع الفاظ کو با آواز بلند پڑھے۔

متوقع جوابات:

اتفاق	اتفاقات	تعلق	تعلقات	فساد	فسادات
احسان	احسانات	تفویض	تفویضات	کمال	کمالات
اختیار	اختیارات	تفہیم	تفہیمات	لوازم	لوازمات
اخراج	اخراجات	تقریب	تقریبات	مترادف	مترادفات
ارشاد	ارشادات	تکلف	تکلفات	محل	محلات
اصلاح	اصلاحات	تلمیح	تلمیحات	مرکب	مرکبات
اعتراض	اعتراضات	تمثیل	تمثیلات	مشکل	مشکلات
اعزاز	اعزازات	جواہر	جواہرات	معلوم	معلومات
اعلان	اعلانات	جنگل	جنگلات	مفاد	مفادات
اقتباس	اقتباسات	خواہش	خواہشات	مقام	مقامات
الزام	الزامات	خیال	خیالات	مکان	مکانات
ایجاد	ایجادات	رباعی	رباعیات	ملبوس	ملبوسات
باغ	باغات	سوال	سوالات	نبات	نباتات
بیان	بیانات	شروع	شروعات	واجب	واجبات
حاضر	حاضریں	متعلق	متعلقین	مظاہر	مظاہرین
زائر	زائرین	متعلم	متعلمین	معاصر	معاصرین
سامع	سامعین	متکلم	متکلمین	مفسد	مفسدین
شائق	شائقین	مجاہد	مجاہدین	محدوح	محدوحین
سائل	سائلین	محصور	محصورین	منافع	منافقین
صارف	صارفین	محقق	محققین	منکر	منکرین
صالح	صالحین	مداح	مداحین	مومن	مومنین
عازم	عازمین	مدبر	مدبرین	ناصح	ناصحین
عالم	عالمین	مرحوم	مرحومین	ناصر	ناصرین

قائد	قائدین	مسلم	مسلمین		
ماہر	ماہرین	مشرک	مشرکین		
مبشر	مبشرین	مصنف	مصنّفین		
ادب	آداب	سبق	اسباق	غلط	اغلات
الم	آلام	سند	اسناد	غیر	اغیار
بحر	ابحار	شجر	اشجار	فرد	افراد
بدن	ابدان	شخص	اشخاص	فعل	افعال
جز	اجزا	شعر	اشعار	فکر	افکار
جسم	اجسام	شکل	اشکال	فلک	افلاک
حجر	احجار	شے	اشیاء	فوج	افواج
حکم	احکام	صنف	اصناف	قدم	اقدام
دور	ادوار	ضلع	اضلاع	قول	اقوال
دین	ادیان	طرف	اطراف	لفظ	الفاظ
ذکر	اذکار	طفل	اطفال	لقب	القاب
ذہن	اذہان	طور	اطوار	مرض	امراض
رکن	ارکان	عدد	اعداد	موج	امواج
روح	ارواح	عمل	اعمال	ورق	اوراق
سبب	اسباب	غرض	اغراض	ولد	اولاد

7.5- جانچ:

سوالات

- 1- مخلوط حروف کتنے اور کون کونسے ہیں؟
- 2- اسم کی تعریف لکھیے۔
- 3- اسم عام اور اسم خاص کے فرق کو مثالوں سے واضح کیجیے۔
- 4- اسم خاص کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی؟
- 5- چند ایسے جملے لکھیے جس میں اسم عام اور اسم خاص دونوں موجود ہوں۔
- 6- اسم اور ضمیر کے حامل جملے لکھیے۔
- 7- الف کی قسمیں کون کونسی ہیں؟ وضاحت سے لکھیے۔

جوابات

1- مخلوط حروف 15 ہیں۔ بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ رھ رٹھ کھ گھ لھ مھ نھ

2- کسی جاندار ، جگہ یا چیز کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

3- احمد نیک لڑکا ہے۔

ہندوستان ہمارا ملک ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں لڑکا اور ملک غیر مخصوص نام ہیں یعنی یہ ایک ہی قسم کی غیر مخصوص ہر چیز کا نام ہے اس لیے یہ اسم خاص ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں احمد اور ہندوستان خاص نام ہیں اس لیے یہ اسم خاص ہیں۔

4- اسم خاص کی چھ (6) قسمیں ہیں۔

(1) علم (2) خطاب (3) تخلص (4) لقب (5) عرف (6) کنیت

-5

(a) محمد آخری پیغمبر ہیں۔

(b) بھارت بڑا ملک ہے۔

(c) تاج محل خوبصورت عمارت ہے۔

(d) احمد نیک لڑکا ہے۔

(e) کاویری ریاست کرناٹک کی مشہور ندی ہے۔

-6

(a) اٹی نے تم سے کتنی بار کہا کہ جھوٹ مت بولو۔

(b) وہ ملا نصیر الدین کا لطیفہ تھا جو احمد نے سنایا۔

(c) یہ کتاب فاطمہ کی ہے۔

(d) وہ کس کا قلم تھا۔

7- الف میں دو قسمیں ہیں۔ (1) الفِ محدودہ (2) الفِ مقصورہ

الفِ محدودہ:- آج ، آم ، آب ، آپ ، آس ، آگ ، آنکھ ، آہ۔ ان الفاظ کے الف کو کھینچ کر پڑھا جا رہا ہے۔ جس الف کو

کھینچ کر پڑھا جاتا ہے اسے 'الفِ محدودہ' کہتے ہیں۔

الفِ مقصورہ:- اب ، اس ، اُف ، ایک ، ان ، اور۔ ان الفاظ کے الف کو کھینچ کر نہیں پڑھا جا رہا ہے۔ جس الف کو کھینچ کر نہیں پڑھا

جاتا ہے اس کو 'الفِ مقصورہ' کہتے ہیں۔ اس الف پر مد نہیں ہوتا۔

7.6- نتیجہ:

اس تھیم میں علمِ نحو اور علمِ صرف کے چند بنیادی اجزا پر توجہ مرکوز کی گئی ہے، جو وسطانوی درجے کے طلبہ کے نصاب میں شامل ہے۔ روایتی اور قدیم استخراجی طریقے کے بجائے قواعد کی تدریس کے جدید طریقے یعنی استفرائی طریقے کو اپنایا گیا ہے۔ جس میں طلبہ کی معلومات کو استعمال کر کے قواعد کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مثالوں سے اصولوں کی طرف اور معلوم سے نامعلوم کی طرف لے جانے کے طریقے کو اپنایا گیا ہے۔ یہ طریقہ نفسیات کے عین مطابق ہوتا ہے اور طلبہ کی دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے۔ مختلف سرگرمیوں کے ذریعہ علمِ نحو اور علمِ صرف کی بنیادی باتیں سکھائی گئی ہیں۔ اس تھیم کو مکمل کرنے کے بعد قواعد پر بہتر گرفت ہوگی جس سے تحریر و تقریر پر بہترین طریقے سے لیس ہو جائیں گے۔



تھیم نمبر 08: مشکل تحریر کو لغت، کتب خانہ اور انٹرنیٹ کی مدد سے سمجھانا

8.1- تعارف:

مشکل تحریر سے مراد دو چیزوں سے لیا جاسکتا ہے۔ اولاً تحریر میں موجود وہ الفاظ جن کے معنی و مطالب سے واقف نہ ہونا ثانیاً اُس تحریر میں موجود مجازی معنوں کو سمجھنے سے قاصر ہونا۔ ہم اس تھیم میں مشکل تحریر کو سمجھنے کیلئے لغات، مدرسے میں موجود کتب خانہ اور مدرسے میں دستیاب انٹرنیٹ کی سہولت کا استعمال کریں گے۔

8.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ تدریسی طریقے کو درست کرنا۔
- ☆ عملی منصوبوں کو اثر انداز طور پر تیار کرنا۔
- ☆ تعلیم کے مراحل میں ٹکنالوجی کا استعمال سیکھنا۔
- ☆ تحقیق کے جذبہ کو فروغ دینا۔
- ☆ طریقہ تدریس میں جدت پیدا کرنا۔

8.3- مواد:

- DSERT: بگلو روو DIET کملا پور کلبرگی کے زیر نگرانی تیار کردہ ماڈیول نمبر 154 زبان اُردو کے اکتسابی محاصل اور کمرہ جماعت میں اُن کا اطلاق (جماعتِ ششم تا ہشتم) میں صفحہ نمبر 77 تا 78 پر تعلیمی میدان میں ٹکنالوجی کے استعمال سے متعلق درج ہے کہ:
- ☆ اساتذہ کی تیاری اور موثر تدریسی طریقہ میں مددگار ثابت ہوگی۔
 - ☆ ویڈیو پروجیکٹر کا استعمال اساتذہ کی بہت ساری محنت کو بچاتا ہے۔
 - ☆ تعلیمی ایپس (Educational Apps) اساتذہ کے تدریسی طریقوں میں سدھار لانے میں مددگار ثابت ہوں گے۔
 - ☆ اساتذہ کیلئے بچوں کی تشخیص اور اندراج کی سہولت کیلئے وقت کی بچت ہوگی۔
 - ☆ کثیر جماعتی تدریس میں مددگار ثابت ہوگی۔
 - ☆ بچوں کو مختلف آوازیں سننے اور زبان میں فرق کی ترجمانی کرنے کا موقع ملے گا۔
 - ☆ تقریر، بیانات، ترسیل، مکالمہ، بحث و مباحثہ، سوالات و جوابات جیسی سرگرمیوں کا انعقاد کرنا آسان ہوگا۔

8.4- سرگرمیاں:

- (1) تربیت گاہ میں موجود اساتذہ کے چھوٹے چھوٹے گروہ بنائے جائیں گے۔
- (2) ہر ایک گروہ کو اس دن کے اردو اخبارات (مختلف اردو اخبارات کا انتخاب کریں) میں موجود اداریہ کی کمنٹس دی جائیں گی۔
- (3) ہر ایک گروہ کو اردو لغات مہیا کرائے جائیں گے۔ ضرورت کے مطابق اساتذہ اپنے اپنے موبائل میں موجود انٹرنیٹ کا استعمال کر سکتے ہیں۔
- (4) اب تمام گروہوں کو یہ ہدایت دی جائیگی کہ دئے گئے اداریے کو اچھی طرح پڑھ کر، سمجھ کر اپنے ساتھی اساتذہ کے سامنے اس کا خلاصہ پیش کریں۔
- (5) گروہ میں آپسی مباحثہ کے بعد اب اساتذہ کا یہ کام ہے کہ منفقہ رائے سے اس اداریے کا خلاصہ تحریر کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک ڈرامینگ شیٹ پر اس اداریے میں موجود مشکل الفاظ کی فہرست بنائیں اور انکے معنی درج کریں۔
- (6) اب ہر ایک گروہ کو یہ ہدایت دیں کہ وہ باری باری اپنے اپنے اداریے کے خلاصوں کو سب کے سامنے پڑھ کر سنائیں تاکہ اس اداریے سے متعلق سیر حاصل بحث کی جاسکے۔

8.5- جانچ:

- (1) مندرجہ بالا سرگرمی میں جو گروہ بنائے گئے تھے انہیں قائم رکھیں اور انہیں گروہوں کو کتب خانے میں موجود کتابوں (شعری کتابیں، افسانوی کتابیں وغیرہ) میں سے چندہ اقتباسات کا خلاصہ لکھنے کے لیے کہیں۔
- (2) دیے گئے اقتباسات کو سمجھنے کیلئے اساتذہ کتب خانے میں موجود لغات، کتب یا پھر انٹرنیٹ کا استعمال کر سکتے ہیں۔
- (3) اگلے دن تمام گروہ اپنے اپنے اقتباسات کا خلاصہ پیش کریں گے۔
- (4) پیش کردہ مواد پر سیر حاصل بحث کی جائیگی۔

8.6- نتیجہ:

مندرجہ بالا سرگرمیوں کی مدد سے ہم اساتذہ اور طلبہ میں مشکل تحریر کے افہام کیلئے لغات، کتب خانہ اور انٹرنیٹ کے استعمال کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔



تھیم نمبر 09: تلفظ، املا اور رموزِ او قاف

9.1- تعارف:

تلفظ اور املا اور رموزِ او قاف کسی بھی تحریر و تقریر میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ الفاظ کو صحیح املے کے ساتھ تحریر کرنے سے تلفظ کی ادائیگی ممکن ہوتی ہے۔ الفاظ کے صحیح تلفظ کی ادائیگی سے مخاطب کو فوراً بات سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اور صحیح تلفظ سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ کوئی نیا لفظ صحیح تلفظ اور صحیح املے سے بچے جب سیکھتا ہے تو وہ صحیح تلفظ اور صحیح املے کو ذہن نشین کر لیتا ہے۔ جملہ یا عبارت میں صحیح رموزِ او قاف لگانے سے اس کو صحیح لب و لہجہ سے پڑھ سکتے ہیں۔ جس سے اس کی تفہیم کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ رموزِ او قاف تحریر کو خاموش لہجہ سے بھر دیتے ہیں۔ سکتہ، فضائیہ، استقہامیہ وغیرہ نشانات کا استعمال کرتے ہوئے ہم رکھتے ہیں، زور دیتے ہیں یا سوال کرتے ہیں۔ درست رموزِ او قاف تحریر میں وضاحت اور درستگی کا اضافہ کرتے ہیں۔ یہ جملے کے کچھ حصے پر رکنے، زور دینے کی اجازت دیتے ہیں۔ درس و تدریس کے دوران لفظ، املا اور رموزِ او قاف کی درپیش مشکلات اس تھیم کی مدد سے دور ہوں گی۔ اس کے ذریعے زبان کی ساخت کو صحیح طور سے سیکھنے سکھانے کی طرف رہنمائی ملے گی۔ اس میں تلفظ اور املے کی باریکیاں بتائی گئی ہیں۔ اہم رموزِ او قاف کا استعمال بتایا گیا ہے۔

9.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ الفاظ کو صحیح تلفظ سے ادا کرنے کی قابلیت پیدا کرنا۔
- ☆ زبان کے استعمال میں صحیح تلفظ سے حسن پیدا کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- ☆ لفظ میں حروف کی صحیح ترتیب کے تعین کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- ☆ لفظ میں حروف کی صحیح صورت تحریر کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- ☆ حروف کو جوڑ کر لفظ تحریر کرنے کے متعارف طریقے سے واقف کرانا۔
- ☆ رموزِ او قاف کے عام نشانات کے اصولوں کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- ☆ تحریر و تقریر میں رموزِ او قاف کو مستقل طور پر استعمال کرنے کی قابلیت پیدا کرنا۔

9.3- مواد:

تلفظ، املا اور رموزِ اوقاف کا صحیح استعمال:-

تلفظ:

"تلفظ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں 'لفظ کا منہ سے ادا کرنا'۔ تلفظ وہ طریقہ ہے جس میں کوئی لفظ یا زبان بولی جاتی ہے۔ صحیح تلفظ سے کسی لفظ یا زبان کی آواز کی ترتیب اور اتار چڑھاؤ ظاہر ہوتا ہے۔ سلیم شہزاد اپنی کتاب فرہنگ ادبیات میں رقم طراز ہیں کہ:

"اعضائے نطق کے استعمال سے الفاظ کی ادائیگی یا لسانی اصوات کی تلفظ"۔

(فرہنگ ادبیات۔ سلیم شہزاد۔ صفحہ 286)

املا:

"املا عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں۔ 'رسم خط' یاد سے لکھنا، لکھوانا۔ لفظ میں حرف کی صحیح ترتیب و صورت، نقطوں کی صحیح تعداد اور مناسب جگہ، اور حروف کے جوڑ کا متعین طریقہ 'املا' کہلاتا ہے۔ رشید حسن خان اپنی کتاب "اردو املا" میں یوں رقم طراز ہیں۔

"اردو کے رسم خط کے مطابق، لفظ میں حروف کی ترتیب کا تعین، ترتیب کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت اور حروف کے جوڑ کا متعارف طریقہ؛ ان سب کے مجموعہ کا نام املا ہے"۔

(اردو املا۔ رشید حسن خان۔ صفحہ نمبر 22)

املا اور رسم خط کے بارے میں رشید حسن خان کا کہنا ہے کہ "املا دراصل لفظوں میں صحیح صحیح حروف کے استعمال کا نام ہے اور جو طریقہ ان حروف کے لکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے وہ 'رسم خط' کہلاتا ہے۔"

(اردو املا۔ رشید حسن خان۔ صفحہ نمبر 21)

مندرجہ بالا اقتباسات کے پیش نظر یہ مشہور تعریف صحیح ہوتی ہے کہ "املا لفظوں کی صحیح تصویر کھینچنا ہے"۔

رموزِ اوقاف:

رمز کی جمع رموز ہے۔ رمز کے معنی آنکھوں، بھوؤں یا ہونٹوں کے اشارے کے ہیں۔ وقف کی جمع اوقاف ہے۔ وقف کے معنی 'رکنا' ٹھیراؤ یا کھڑا ہونا کے ہیں۔ یعنی "رموز اوقاف" اس مرکب لفظ کے معنی ہو گئے۔ "وقفوں کے اشارے"، "رکنے کے علامتیں"، "اشاروں پر ٹھیرنا"۔ سلیم شہزادہ اپنی کتاب فرہنگ ادبیات میں رقم طراز ہیں۔

"لہجے اور جذباتی کیف و کم کے پیش نظر جملے کے اصوات پر قابو رکھنے والی تحریری علامات، کلام میں جن کا پتا وقفے کے طول و اختصار سے لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن تحریر میں بعض مقررہ ترتیبی شکلیں ان وقفوں اور کبھی لہجوں کو نمایاں کرنے کیلئے استعمال کی جاتی ہیں۔"

(فرہنگ ادبیات۔ سلیم شہزاد۔ صفحہ 434)

تحریر یا عبارت کے ایک جملے کو دوسرے جملے سے یا ایک جملے کے حصے کو باقی حصوں سے یا کسی لفظ کو دوسرے لفظ سے الگ کرنے اور معنی کو واضح کرنے کیلئے استعمال ہونے والے نشانات کو رموز اوقاف کہتے ہیں۔ اردو زبان بولنے اور پڑھنے والوں کے الفاظ کو درست طریقے سے تلفظ کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا عام مسئلہ ہے۔ اسی لئے تلفظ کے مسئلے میں وجوہات تلاش کریں اور ممکن حد تک ان کا سدباب کرنے کی کوشش کریں۔ چند ایک وجوہات یہ ہیں۔

☆ اردو الفاظ پر اعراب نہیں ہوتے۔

☆ لغت کا استعمال لفظ کے تلفظ معلوم کرنے کیلئے بہت کم کیا جاتا ہے۔ اس میں زیادہ تر لفظ کے معنی تلاش کیے جاتے ہیں۔

☆ علاقائی بولی اور زبان کا اثر۔

☆ اطراف و اکناف کے لوگوں سے غلطی عام تلفظ کو سن کر ہو اپنالیتے ہیں۔ اس لفظ کے صحیح تلفظ کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے۔

☆ الیکٹرانک میڈیا میں اردو زبان کا غلط استعمال۔

تلفظ:

اپنے تلفظ کو درست کرنا علم کا ایک اہم حصہ ہے۔ اچھا اور صحیح تلفظ دوسروں کو مزید واضح طور پر سننے اور سمجھنے میں مدد دے گا۔ درست تلفظ باتوں کو زیادہ توجہ سے سننے پر مجبور کرتا ہے۔ گفتگو فطری لگے گی۔ اچھا تلفظ زیادہ پُر اعتماد بنائے گا۔ آپ بات چیت میں حصہ لے سکیں گے۔ لوگ متاثر ہوں گے اور مختلف لوگوں سے تعلقات استوار ہوں گے۔

غلط تلفظ ایک بُرا تاثر پیدا کرتا ہے۔ آپ کے پاس الفاظ کا ذخیرہ تو ہے لیکن آپ ان الفاظ کو غلط بولتے ہیں تو خود اعتمادی سے بات

نہیں کر سکیں گے۔ لوگوں کے لیے مذاق کا پہلو بن جائیں گے۔

☆ اردو عبارت پر اعراب نہیں ہوتے اس لیے اپنے تلفظ کو سدھارنے کیلئے مشق کرنی چاہیے۔ کہاوت ہے کہ مشق کامل بناتی ہے۔

کوشش کریں گے تو بہترین نتائج فراہم ہوں گے۔

☆ درست تلفظ کا بہترین ذریعہ لغت ہے۔ کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی کا شبہ ہو یا تلفظ معلوم نہ ہو تو لغت کا استعمال کریں۔

☆ ادبی گفتگو یا تقاریر سنیں۔

☆ بلند آواز میں یا سرگوشی میں الفاظ اور جملوں کو دہرائیں۔

☆ کسی لفظ کے تلفظ میں اگر کمال نہ ہو تو تیز تیز نہ بولیں۔

☆ شاعری پڑھ کر بھی تلفظ درست کیا جاسکتا ہے۔ شعر کے الفاظ کو غلط تلفظ سے پڑھنے سے وزن و ردھم ٹوٹ جائے گا اور پڑھنا بھی

دشوار ہو گا۔

چند غلطیوں کے الفاظ درج ذیل ہیں۔ ان کی مشق تلفظ کو درست کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

غلط	صحیح	غلط	صحیح
استغفار	استغفار	آمن	آمن
شجرہ	شجرہ	اغوا	اغوا
جدوجہد	جدوجہد	جدول	جدول
شُرکا	شُرکا	آبدی	آبدی
أفُق	أفُق	أُسلوب	أُسلوب
ضابطہ	ضابطہ	جہنم	جہنم
مکالمہ	مکالمہ	دُرود	دُرود
مُنحصَر	مُنحصَر	شُرَف	شُرَف
وَقار	وَقار	عَمَلی	عَمَلی
تَوَجُّہ	تَوَجُّہ	عِیال	عِیال
عُلما	عُلما	مُنَدْرِجہ	مُنَدْرِجہ
مَرَض	مَرَض	عَلَطی	عَلَطی
وَرَق	وَرَق	فَاصِلہ	فَاصِلہ
عَرَق	عَرَق	مَخْرَج	مَخْرَج
حَرَج	حَرَج	نُکات	نُکات

زبان کی تعلیم میں سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کے ساتھ ساتھ تلفظ پر بھی بہت توجہ دینی چاہیے۔ کیونکہ کسی لفظ کے تلفظ کی صحیح ادائیگی سے زبان میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ زیادہ مشکل وہاں پیدا ہوتی ہے جہاں تلفظ کے فرق سے معنوں میں تبدیلی آتی ہے۔ ذیل کی چند مثالوں سے واضح ہو گا کہ تلفظ یا اعراب کی تبدیلی سے معنی و مفہوم میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

(1) سرور = سردار، بادشاہ، ابر

سرور = وقت، انبساط، جوش

(2) عالم = دنیا، جہاں

عالم = دانا، جاننے والا، بہت پڑھا لکھا

(3) جلا = صفائی، روشنی، چمک

جلا = جلا ہوا، تنگ آیا ہوا، غصے کی حالت میں

(4) محال = غیر ممکن، دُشوار

محال = محل کی جمع، جائیداد، شہد کی مکھیوں کا چھتہ

(5) شفا = صحت، تندرستی

شفا = کنارہ، ساحل

(6) سحر = جادو، طلسم

سحر = صبح، فجر

(7) بن = جنگل، صحرا

بن = بیٹا

املا:

متعین حروف کی تبدیلی کے بغیر لفظ کو لکھنا چاہیے۔ جیسے زندگی لفظ 'ز' سے لکھا جاتا ہے۔ اس کو 'ذ' سے لکھیں گے تو املا غلط ہو گا۔ لفظ میں حروف متعینہ مقررہ ترتیب سے ہی آئیں، جیسے نشست لفظ میں پہلے ن، ش، س، ت ترتیب سے لکھنا چاہیے۔ اگر اس لفظ کو نشست لکھیں گے تو ترتیب کی بنیاد پر املا غلط ہو گا۔ صحیح املا کیلئے نقطوں کو بھی صحیح جگہ پر لکھنا چاہیے۔ جیسے خد لفظ میں 'خ' کا نقطہ اوپر ہے اگر اس نقطے کو نیچے دیں گے اور 'جد' کی طرح لکھیں تو نقطہ کی جگہ تبدیل ہونے سے مفہوم بھی بدل گیا۔ املا کی درستی کیلئے حروف کا جوڑ صحیح ہونا چاہیے۔

اردو حروف تہجی میں ہم آواز حروف ہیں۔ دراصل اردو میں عربی اور فارسی کے حروف اپنے اطلے کے ساتھ شامل ہوئے ہیں لیکن ان کا تلفظ اردو میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اردو اپنے مزاج اور لہجے کے مطابق دوسری زبان کے حرف و الفاظ سے سلوک کرتی ہے۔ جیسے عربی میں 'ا' اور

ع کی آوازوں میں فرق ہے لیکن اردو میں یہ فرق باقی نہیں رہا۔ اسی طرح 'ت' اور 'ط'، 'ذ' اور 'ض'، 'ح' اور 'ہ' وغیرہ حروف کی آوازیں بھی عربی کی طرح اردو میں باقی نہیں رہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر ہم آواز الفاظ میں غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ احتیاط اور مشق کے ذریعہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ لفظ میں کون کونسے حروف لکھے جاتے ہیں۔

کبھی کبھی اسلے کی تھوڑی سی تبدیلی سے معنوں میں تبدیلی آتی ہے۔ مثلاً: ایک لفظ ہے "کسرت" جس کے معنی "ورزش" کے ہیں جبکہ اسی تلفظ کا ایک لفظ ہے "کثرت" جس کے معنی "زیادتی" کے ہیں۔ لہذا لکھنے کی مشق کے ذریعہ درست املا لکھنا ضروری ہے۔ لفظ میں صحیح حروف، درست ترتیب، صحیح جگہ اور صحیح تعداد میں نقطے اور درست جوڑ کی مشق سے غلط املا لکھنے سے بچا جاسکتا ہے۔

رموزِ اوقاف:

رموزِ اوقاف ایک انتہائی اہم موضوع ہے۔ لکھنے کے دوران ہر طالب علم کے لیے رموزِ اوقاف کا خیال رکھنا لازمی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نثر پارہ تخلیق کرتے ہوئے ان کا خیال نہ رکھا گیا تو وہ ادھورا ہو گا۔ دورانِ تحریر رموزِ اوقاف کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ان سے عبارت موزوں و مناسب رہتی ہے۔ تحریر کی ترتیب صحیح رہتی ہے۔ اور عبارت کا مفہوم واضح سمجھ میں آتا ہے۔

عبارت میں رموزِ اوقاف کا خیال نہ رکھا گیا تو مفہوم مبہم رہتا ہے۔ اصل مفہوم سمجھنے میں غلطی کا احتمال رہتا ہے۔ کہاں رکنا چاہیے اور کہاں نہیں یہ پتہ نہیں چلتا۔ مفہوم سمجھنے کے لیے نگاہ اور زبان کو مدد نہیں ملتی۔ ان کے بغیر یا غلط استعمال سے عبارت کے معنی و مفہوم میں شدید فرق پیدا ہوتا ہے۔ معنی کو متاثر کرتا ہے۔ اور بعض وقت اس کے الٹ معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے "روکو، مت جانے دو۔" جملے میں رکنے کا حکم ہے۔ اگر اسی جملے کو "روکو مت، جانے دو۔" اس طرح لکھیں گے تو اس جملے میں جانے کا حکم کے معنی پیدا ہو رہے ہیں۔

رموزِ اوقاف نشانات کا مجموعہ ہے جو متن کو منظم کرنے اور ان کے معنی کو واضح کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر الفاظ، جملے اور شقوں کو الگ کر کے یا جوڑنے سے تحریر میں وضاحت اور درستی پیدا ہوتی ہے۔

راستے پر چلتے ہوئے بھی ہمیں چند اشارے اور علامتیں ملتے ہیں۔ ان اشاروں اور علامتوں کے ذریعہ ہم سلامتی کے ساتھ سفر طے کرتے ہیں۔ تحریر میں کسی جگہ رکنے یا کم رکنے کے لیے کچھ اشاروں یا علامتوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے عبارت کا مفہوم سمجھنے میں سہولت ہوتی ہے۔

دورانِ گفتگو ہم کہیں ٹھہرتے ہیں اور کہیں نہیں ٹھہرتے اور لہجہ یا انداز سے بات واضح کرتے ہیں۔ لیکن دورانِ تحریر ٹھہرنے یا مخصوص لہجہ یا انداز کی نشاندہی کے لیے رموزِ اوقاف کا استعمال کرتے ہیں تاکہ درست طریقہ سے عبارت پڑھی جائے۔ اور مفہوم واضح ہو جائے۔ بات چیت میں ٹھہرنا اور لہجے کے ذریعہ جذبات کا اظہار گفتگو کا حسن ہے۔ جبکہ تحریر میں رموزِ اوقاف کے استعمال سے عبارت درست اور مناسب ہو جاتی ہے۔

اردو میں چند اہم رموزِ اوقاف یہ ہیں:

اردو نام	علامت	انگریزی نام
1- سکتہ / وقفِ خفیف	،	Comma
2- وقفہ / نصف وقف	؛	Semi Colon
3- وقفِ مطلق / ختمہ	-	Full Stop
4- استفہامیہ / سوالیہ	؟	Question Mark
5- فحاشیہ / ندائیہ / استعجابیہ	!	Sign of Exclamation
6- خط / لکیر	—	Dash
7- رابطہ / وقفِ لازم	:	Colon
8- واوین	" "	Inverted Commas
9- قوسین	()	Brackets
10- تفصیلہ	-:	Following Sign

(1) سکتہ / وقفِ خفیف:

سکتہ کی علامت (،) ہے۔ سکتہ کی علامت سب سے مختصر وقفے یا ٹھہراؤ کے لیے آتی ہے۔ تین سے زائد الفاظ، اسما، مترادفات اور ہم رتبہ الفاظ کے درمیان یہ علامت لگائی جاتی ہے۔

جیسے: 1- حمیدہ غریب، مفلس اور بد قسمت عورت قیامت کی گھڑی کو اکیلی گزار رہی تھی۔

2- وجئے پور، یادگیر، کلبرگی اور بیدر کرناٹک ریاست کے شمالی اضلاع ہیں۔

3- محمد، احمد اور مبشر دوست ہیں۔

آخری اسم یا لفظ سے پہلے حرفِ عطف (اور) لگایا جائے گا۔ لیکن ابتدا کے الفاظ، اسما یا مترادفات کے درمیان سکتہ لگایا جائے گا۔ ان مثالوں میں سکتہ لگانے کی وجہ سے جملے کے تمام الفاظ و اسما کے درمیان فرق کیا جا رہا ہے۔ تیسری مثال میں محمد اور احمد کے درمیان سکتہ کی علامت لگائی گئی ہے۔ اگر سکتہ کی علامت نہ لگائی جائے تو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ محمد اور احمد دو الگ الگ دوست ہیں۔

(2) وقفہ / نصف وقف:

وقفہ کی علامت (؛) یہ ہے۔ سکتے سے زیادہ رکنے یا ٹھہرنے کی صورت ہو تو وقفے کی علامت لگائی جاتی ہے۔ طویل جملوں کے اجزا کے درمیان یہ علامت استعمال ہوتی ہے۔ جب کئی لفظوں یا ٹکڑوں کے درمیان سکتہ ہو اور آخری لفظ یا ٹکڑے کے بعد لمبے وقفے (ٹھہراؤ) کی ضرورت ہو تو وقفہ کی علامت لگائی جاتی ہے۔

جیسے: (1) تورات، زبور، انجیل، قرآن؛ یہ سب آسمانی کتابیں ہیں۔

(2) حالی کی مد و جزرِ اسلام، اقبال کی بالِ جبریل، مختار مسعود کی آوازِ دوست؛ یہ سب کتابیں پڑھنے کے قابل ہیں۔

(3) جو سوئے گا، وہ کھوئے گا؛ جو جاگے گا، سو پائے گا۔

سکتہ اور وقفہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سکتہ بہت ہی تھوڑی دیر رکنے کے لیے اور چھوٹے چھوٹے الفاظ، اسمایا مترادفات کے درمیان آتا ہے جبکہ وقفہ سکتہ سے تھوڑا زیادہ ٹھہرنے کے لیے اور طویل جملوں میں آتا ہے۔

(3) وقفِ مطلق / ختمہ:

ختمہ کی علامت (۔) یہ ہے۔ یہ علامت جملے کے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ یہ مکمل ٹھہراؤ کی علامت ہے۔ یہ علامت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ بات مکمل ہو گئی ہے۔

جیسے: (1) حاتم طائی باہمت اور سخی تھا۔

(2) آسمان پر تارے ٹنٹمارے ہیں۔

(3) احمد نیک ہے۔

(4) استفہامیہ / سوالیہ:

اس کی علامت یہ (؟) ہے۔ یہ علامت سوالیہ جملے کے آخر میں ختمہ کے بجائے لگائی جاتی ہے۔ کسی جملے میں کسی سے کچھ پوچھنا یا معلوم کرنا مقصود ہو تو یہ علامت آخر میں لگائی جاتی ہے۔ ختمہ کی طرح یہاں پر بھی مکمل رکنا ہوتا ہے۔

جیسے: (1) آپ کا نام کیا ہے؟

(2) آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ اعظم کا نام کیا ہے؟

(3) قرآن مجید کتنی صورتوں پر مشتمل ہے؟

کب، کہاں، کونسا، کس کا، کتنا، کون، کیسے، کب وغیرہ جس جملے میں یہ الفاظ آئیں گے ان میں یہ علامت لگائی جائے گی۔

(5) فجائیہ / ندائیہ / استعجابیہ:

اس کی علامت یہ (!) ہے۔ کسی کو پکارنے کے لیے یاد دہانی، خوشی، خوف، حیرت، تمنا وغیرہ جذبات کے اظہار کے لیے یہ علامت لگائی جاتی ہے۔ اس علامت کا اظہار مختلف مقامات پر ہوتا ہے۔ اس کی علامت ایک ہے لیکن نام تین ہیں۔ موقع محل کی مناسبت سے اس کا نام تبدیل

ہو جاتا ہے۔ جملے میں کسی کو پکارنا ہو تو "ندائیہ" کہلاتی ہے۔ حیرت اور تمنا کے لیے "استعجابیہ"۔ دکھ، خوشی، خوف وغیرہ کے لیے "فجائیہ" کہلاتی ہے۔

جیسے: (1) ارے بھائی! اتنا اچھا دن ہے اور تم منہ لٹکائے بیٹھے ہو۔ (ندائیہ)

(2) کاش! آج ہم میں آزاد جیسا دلیر ہوتا۔ (استعجابیہ)

(3) افسوس! میں ناکام رہا۔ (فجائیہ)

(6) خط / لکیر:

اس کی علامت یہ (—) ہے۔ یہ علامت جملہ معترضہ کے آغاز اور اختتام پر لگائی جاتی ہے۔ اور کسی لفظ کی وضاحت کے لیے لائے گئے جملہ کے شروع اور آخر میں یہ علامت استعمال ہوتی ہے۔

جیسے: (1) مولانا آزاد — جو آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ تعلیم تھے — غبارِ خاطر کے مصنف ہیں۔

(2) میرے استاد — جو اردو پڑھاتے ہیں — شاعر ہیں۔

(3) میرا کھلونہ — جو تختہ مجھے ملا تھا — ٹوٹ گیا۔

(7) رابطہ / وقف لازم:

اس کی علامت یہ (:) ہے۔ کسی کا قول نقل کرنے کے لیے یا سابقہ جملے کی وضاحت کے لئے رابطہ کی علامت لگائی جاتی ہے۔

جیسے: (1) کسی عقل مند کا قول ہے: مشق انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔

(2) سچ کہا: محنت کامیابی کی کنجی ہے۔

(3) غالب نے اپنی خطوط نویسی کے بارے میں کہا ہے: مراسلے کو مکالمہ بنا دیا۔

(8) واوین:

اس کی علامت یہ (") " ہے۔ عبارت میں کسی کے قول یا اقتباس کو من و عن تحریر کرتے ہوئے اس کی ابتدا اور آخر میں یہ علامت لگائی جاتی ہے۔ پڑھنے والے کی توجہ کسی خاص لفظ یا الفاظ کے مجموعے کی طرف مبذول کرانا ہو تو اس لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو واوین میں مقید کیا جاتا ہے۔

جیسے: (1) رشید احمد صدیقی نے کہا ہے "غزل اُردو شاعری کی آبرو ہے"۔

(2) میرے استاد نے کہا "محنت کرو گے تو کامیاب ہو گے"۔

(3) سرکار نے مولانا اسماعیل میرٹھی کے ادبی خدمات کے صلہ میں انہیں "خاں صاحب" کے خطاب سے نوازا۔

رشید حسن خاں واوین سے متعلق اپنی کتاب میں یوں رقم طراز ہیں۔

"جب کسی کا قول اُسی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے، تو اس کے شروع میں اور آخر میں یہ علامت لاتے ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ یہ حصہ باقی عبارت سے الگ ہے۔ اور کسی دوسرے سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح جب کسی مشہور شعر کے ٹکڑے کو، کسی خاص ترکیب کو یا نثر کے کسی خاص ٹکڑے کو اپنی عبارت میں لاتے ہیں، تو اس کو ممتاز کرنے کے لیے واوین میں مقید کر دیتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو ایک خاص معنی میں لایا گیا، یا ایک خاص طرح استعمال کیا گیا اور پڑھنے والوں کی توجہ اس کی طرف مبذول کرانا ہے، اس صورت میں بھی اس لفظ یا ان الفاظ کو واوین کے اندر لکھتے ہیں۔ کبھی بعض اصطلاحوں کو واوین میں لکھا جاتا ہے۔"

(عبارت کیسے لکھیں۔ رشید حسن خاں۔ صفحہ نمبر۔ 131)

(9) قوسین:

اس کی علامت یہ () ہے۔ یہ علامت جملہ معترضہ کے آغاز اور اختتام پر لگائی جاتی ہے۔ اور کسی لفظ کی وضاحت کے لیے لائے گئے جملے کے شروع اور آخر میں یہ علامت استعمال ہوتی ہے۔ یہ علامت بھی خط یا لکیر کی طرح ہی استعمال میں لائی جاتی ہے۔

جیسے: (1) میر تقی میر (جنہیں خدائے سخن کہا جاتا ہے) اردو کے بڑے شاعر ہیں۔

(2) جماعت میں چالیس (40) بچے حاضر ہیں۔

(3) میر ابھائی (جو دہم کا طالب علم ہے) بہت محنت کر رہا ہے۔

جملہ معترضہ کا تعلق اصل عبارت سے نہیں ہوتا۔ اس کے بغیر بھی بات مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن حوالے اور مزید وضاحت کے لیے جملہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

(10) تفصیل:

اس کی علامت یہ (-) ہے۔ عبارت میں کسی بات کی تفصیل بتانے سے پہلے تفصیل کی علامت لگائی جاتی ہے۔ فہرست بنانے سے پہلے بھی یہ علامت لگائی جاتی ہے۔

- جیسے: (1) میں درج ذیل تین زبانیں پڑھتی ہوں:- اردو، کنڑ اور انگریزی۔
- (2) دن میں 5 فرض نمازوں کے نام حسب ذیل ہیں:- فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔
- (3) اردو کی چند مشہور اصناف سخن یہ ہیں:- حمد، نعت، غزل، رباعی، نظم، قطعہ وغیرہ۔

9.4- سرگرمیاں:

سرگرمی (1):

صاحب و مسائل کمرہ جماعت کے تمام شرکا کو دو گروپ میں تقسیم کریں۔ دونوں گروپ کے ارکان چند ایسے الفاظ لغت سے تلاش کریں جن کے تلفظ کے غلط ہونے کا احتمال ہو۔ پہلے گروپ سے تیار کیے ہوئے الفاظ کو دوسرے گروپ سے پڑھائیں۔ پہلا گروپ دوسرے گروپ کے اور دوسرا گروپ پہلے گروپ کے غلط تلفظ کی نشاندہی کریں۔ اور اپنے اپنے تیار کیے ہوئے تمام الفاظ کے صحیح تلفظ کو بہ آواز بلند تمام شرکا کے سامنے پڑھیں اور اعراب کے ساتھ لکھ لیں۔

سرگرمی (2):

صاحب و مسائل درج ذیل الفاظ کی فہرست کمرہ جماعت کے تمام شرکا کو دیں۔ ذیل میں چند ایسے الفاظ درج ہیں جن کے تلفظ و اعراب کی تبدیلی سے معنی بھی بدل جاتے ہیں۔ لغت کی مدد سے ان الفاظ کے تلفظ اور معنی لکھیں۔ شرکا میں سے کوئی ایک بہ آواز بلند الفاظ کے تلفظ اور معنوں کی وضاحت کریں۔

اعراب	اعراب	مترجم	مترجم	جرم	جرم
اقدام	اقدام	مرتب	مرتب	خلق	خلق
خاتم	خاتم	مخاطب	مخاطب	سحر	سحر
شہدا	شہدا	محال	محال	کشتی	کشتی
خم	خم	مقدمہ	مقدمہ	—	—
صرف	صرف	مصور	مصور	—	—
علم	علم	اشکال	اشکال	—	—
قدر	قدر	جد	جد	—	—

سرگرمی نمبر (2) کا جواب:

لفظ	تلفظ	معنی
اعراب	اع-راب	بڈو، عرب کے صحرا نشین
اعراب	اع-راب	زبر، زیر، پیش کی علامتیں، حروف کی حرکات
اقدام	اق-دام	قدم کی جمع

اقدام	اِق-دَام	قدم بڑھانا، آگے جانا، عمل
خاتم	خَا-تَم	ختم کرنے والا، خیر یا انجام کو پہنچانے والا
خاتم	خَا-تَم	انگوٹھی، چھاپ، مہر
شہداء	ش-ة-دَا	شہید کی جمع، شہید ہونے والا
شہدا	شُہ-دَا	بد معاش، غریب
خَم	خَم	ٹیڑھ، کچی، جھکاؤ، موڑ
خُم	خُم	شراب کا مڑکا
صَرف	صَرف	خرچ، وہ علم جس سے کلموں کی شناخت اور ادل بدل معلوم ہو۔
صِرف	صِرف	خالص، فقط، تنہا، اکیلا
عَلَم	ع-لَم	جھنڈا، نشان، وہ نام جس سے آدمی مشہور ہو
عِلْم	عِلْم	دانائی، آگاہی، ہنر
قَدَر	ق-دَر	قضا، حکم الہی، تقدیر
قَدْر	قَدْر	عزت، درجہ، کسی چیز کا اندازہ، برابر
مترجم	م-تَر-جَم	ترجمہ کرنے والا
مترجم	م-تَر-جَم	ترجمہ کیا ہوا
مَرْتَب	م-رَت-تَب	ترتیب دیا گیا
مَرْتَب	م-رَت-تَب	ترتیب دینے والا
مخاطب	م-خَا-طَب	جسے خطاب کیا گیا، جس سے بات کی جائے
مخاطب	م-خَا-طَب	خطاب کرنے والا
مَحَال	م-حَال	محل کی جمع، جائیداد
مَحَال	م-حَال	غیر ممکن، دشوار
مَقْدَم	م-قَد-د-مَہ	آگے چلنے والا، دیاچہ
مَقْدَم	م-قَد-د-مَہ	نالش، دعویٰ
مَصوِّر	م-صَو-وَر	تصویر بنایا گیا، باتصویر

مصور	مُ-صو-ور	تصویر کھینچنے والا، تصویر بنانے والا
اشکال	اش-کال	شکل کی جمع، شکلیں، صورتیں
اشکال	اش-کال	شکل۔ دشواری
جد	جد	باپ کا باپ، دادا
جد	جد	کوشش
جرم	جرم	جسم، بدن، نورانی یا لطیف جسم
جرم	جرم	قصور، گناہ، خلافِ قانون حرکت
خلق	خلق	دنیا کے لوگ
خلق	خلق	خُو، عادت
سحر	سحر	صبح، فجر
سحر	سحر	جادو
کشتی	کش-تی	ناؤ، سفینہ
کشتی	کش-تی	زور آزمائی

سرگرمی (3):

صاحب وسائل، کمرہ جماعت میں حاضر تمام شرکاء کو دو گروپ میں تقسیم کریں۔ اور ہدایت دیں کہ ایسے ہم آواز الفاظ جن کا املا اور معنی مختلف ہوں، لغت سے تلاش کر کے معنی کے ساتھ لکھیں اور کمرہ جماعت میں با آواز بلند پڑھیں۔ پہلے گروپ سے تیار کی ہوئی الفاظ کی فہرست سے دوسرے گروپ والے اور دوسرے گروپ سے تیار کی ہوئی الفاظ کی فہرست سے پہلے گروپ والے ان دو ہم آواز الفاظ میں سے کسی ایک لفظ کو استعمال کر کے جملے بنائیں اور با آواز بلند پڑھیں۔

صاحب وسائل کی مدد کے لیے ذیل میں ایسے چند الفاظ درج ہیں۔

ارض	اثر	اٹل	باد	قبر	خول
عرض	عصر	عمل	بعد	خبر	قول
سدا	ارب	عام	لال	آلہ	قد
صدا	عرب	آم	لعل	اعلیٰ	خد

جال	علم	قطرہ	شوخی	اصرار	کسرت
جعل	الم	خطرہ	شوق	اسرار	کثرت
نظر	ہلال	زہرا	دانا	سیاہ	موزوں
نذر	حلال	زہرہ	دانہ	سیاح	موضوع

سرگرمی نمبر (3) کا جواب:

ارض	زمین، دھرتی	عَرْض	بیان، گزارش
سدا	ہمیشہ	صدا	گونج، آواز
جال	پھندا، جادو	جعل	دھوکا، بناوٹ
نظر	بخور دیکھنا، نگاہ	نذر	منت، نیاز، صدقہ
اثر	تاثر، نتیجہ	عصر	روزگار، زمانہ، وقت
آرب	سو کروڑ	عَرَب	ملک عرب کا باشندہ
علم	جھنڈا، نشان	الم	رنج، غم، دکھ
ہلال	پہلی رات کا چاند، ماہِ نو	حلال	حرام کی ضد
امل	امید، آرزو، خواہش	عمل	کام، کاروائی
عام	پھیلا ہوا، مشہور، معمولی	آم	ایک مشہور پھل
قطرہ	پانی کی بوند، کسی سیال چیز کی بوند	خطرہ	خوف، ڈر، دشواری
زہرا	روشن، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب	زہرہ	پتہ، دلیری
باد	ہوا	بعد	پیچھے، آخر
لال	سرخ، غصے میں بھرا ہوا	لعل	جواہر
شوخی	شریر، ظریف	شوق	خواہش، رغبت
دانا	عقل مند، جاننے والا	دانہ	اناج، بیج
قبر	تربت، گور	خبر	اطلاع، آگاہی
آلہ	اوزار، ہتھیار	اعلیٰ	بہت بلند
اصرار	ہٹ، ضد	آسرار	بھید، پوشیدہ باتیں
سیاہ	کالا	سیاح	ملکوں کی سیر کرنے والا

خول	چھلکا	قول	بات، اقرار، قسم
قد	جسم کی لمبائی، قامت	خد	گال، چہرہ
کثرت	زیادتی، بہتات	کسرت	ورزش
موزوں	مناسب، چچا ہوا، تھلا ہوا	موضوع	وضع کیا گیا، مضمون

سرگرمی (4):

صاحب وسائل کمرہ جماعت کے تمام شرکا سے ایسے الفاظ لکھائیں جن کے لکھنے میں اے کی غلطی یا حروف کے جوڑ کی غلطی یا شوں کی غلطی وغیرہ کا احتمال ہو۔ غلط الفاظ کی اصلاح کریں اور کن کن الفاظ میں کس کس طرح کی غلطیاں کی گئی ہیں، تخت سیاہ پر یا زبانی تمام شرکا کو بتائیں۔

سرگرمی (5):

صاحب وسائل کمرہ جماعت میں حاضر شرکا کو غلط اور صحیح املا کے الفاظ کی فہرست تقسیم کریں۔ شرکا صحیح املا کے حامل الفاظ کی فہرست فرداً فرداً تیار کریں اور با آواز بلند کمرہ جماعت میں پڑھیں (حروف کی وضاحت کے ساتھ)۔

تماشا	تماشہ	راہ گذر	سرهانے	سرهانے
معہ	معما	قفص	ابتداء	ابتدا
بستا	بستہ	مہنگا	شعراء	شعرا
پتا	پتہ	ہسی	پاؤ	پاؤ
خرچا	خرچہ	دبارہ	ناؤ	ناو
برات	بارات	دکان	آؤ	آؤ
پہونچنا	پہنچنا	دوپٹا	گئے	گیے
عادۃ	عادتا	پھوار	لئے	لیے
زکات	زکاة	جز	دیجیے	دیجئے
توتا	طوطا	وجہ	نمائش	نمائش
ناطہ	ناتا	پرواہ	شائع	شایع

تلاطم	تلاطم	اُفّوہ	اُفّوہ	گیارہواں	گیارہواں
زکریا	ذکریا	ٹھہرنا	ٹھہرنا	ترجیع	ترجیع
ازدحام	اژدہام	مصرعہ	مصرع	قاعدہ	قاعدہ
گزر بسر	گذر بسر	مع	معہ	بے قرار	بیقرار
ابوزر	ابوزر	تمہیں	تمہیں	شدت	شدت
گذشتہ	گذشتہ	انہوں	انہوں	وابستہ	وابستہ

سرگرمی نمبر (5) کا جواب: صحیح املے کے الفاظ کی فہرست:-

تماشا	توتا	قفس	پروا	شعرا	شائع
معنا	ناتا	مہنگا	اُفّوہ	پاو	گیارہواں
بستہ	تلاطم	ہنسی	ٹھہرنا	ناو	ترجیع
پتا	زکریا	دوبارہ	مصرع	آؤ	قاعدہ
خرجا	ازدحام	دکان	مع	گئے	بے قرار
برات	گزر بسر	دوپٹا	تمہیں	لیے	شدت
پہنچنا	ابوزر	پھوار	انہوں	دیجیے	وابستہ
عادتا	گذشتہ	جز	سرہانے	نمائش	☆
زکات	راہ گزر	وجہ	ابتدا	آرایش	☆

سرگرمی (6):

صاحب وسائل تمام شرکا کو دو گروپ میں تقسیم کریں۔ شرکا کی تعداد کے مطابق گروپ کی تعداد میں کمی بیشی کریں۔ ہر گروپ رموزِ اوقاف کو استعمال کرتے ہوئے جملے تحریر کریں۔ کمرۂ جماعت میں تحریر کردہ جملوں کو رموزِ اوقاف کی وضاحت کے ساتھ پڑھیں۔

سرگرمی (7):

صاحب وسائل درج ذیل جملوں کے کاغذ کو شرکاء میں تقسیم کریں۔ رموزِ اوقاف لگانے کے لیے کہیں۔ گروپ کا کوئی ایک رکن رموزِ اوقاف کا نام اور اس کی وضاحت کے ساتھ پڑھے گا۔

- 1- دہلی، بنگلور و کوکٹہ اور ممبئی ہندوستان کے مشہور شہر ہیں
- 2- کیرلہ، تمل ناڈو، کرناٹک، جنوبی ہند کی ہماچل پردیش، پنجاب، اتر اگھنڈ، شمالی ہند کی ریاستیں ہیں
- 3- میں ہندوستان کا شہری ہوں
- 4- آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ اعظم کا نام کیا ہے
- 5- (i) افسوس! امجد ناکام ہو گیا
- (ii) اے لوگو! خدا سے ڈرو
- (iii) کاش! ہماری قوم علامہ اقبال کے فلسفے کو سمجھ پاتی
- 6- علامہ اقبال جنھوں نے لب پہ آتی ہے دعا نظم لکھی ہے شاعرِ مشرق کہلاتے ہیں
- 7- سچ ہے: باادب بانصیب بے ادب بے نصیب
- 8- حالی نے مرزا غالب کو حیوانِ ظریف کہا تھا۔
- 9- جماعت میں تیس 30 بچے حاضر ہیں۔
- 10- اسم کی قسمیں یہ ہیں: اسم ذات، اسم ظرفِ مکاں، اسم ظرفِ زماں، اسم مادہ، اسم جمع، اسم آلہ، اسم کیفیت، اسم صوت

جوابات:

- 1- دہلی، بنگلور، کوکٹہ، اور ممبئی ہندوستان کے مشہور شہر ہیں۔
- 2- کیرلہ، تمل ناڈو، کرناٹک، جنوبی ہند کی؛ ہماچل پردیش، پنجاب، اتر اگھنڈ، شمالی ہند کی ریاستیں ہیں۔
- 3- میں ہندوستان کا شہری ہوں۔
- 4- آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ اعظم کا نام کیا ہے؟
- 5- (i) افسوس! امجد ناکام ہو گیا۔
- (ii) اے لوگو! خدا سے ڈرو۔
- (iii) کاش! ہماری قوم علامہ اقبال کے فلسفے کو سمجھ پاتی۔
- 6- علامہ اقبال۔ جنہوں نے لب پہ آتی ہے دعا نظم لکھی ہے۔ شاعرِ مشرق کہلاتے ہیں۔
- 7- سچ ہے: باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔
- 8- حالی نے مرزا غالب کو "حیوانِ ظریف" کہا تھا۔
- 9- جماعت میں تیس (30) بچے حاضر ہیں۔
- 10- اسم کی قسمیں یہ ہیں:- اسم ذات، اسم ظرفِ مکاں، اسم ظرفِ زماں، اسم مادہ، اسم جمع، اسم آلہ، اسم کیفیت، اسم صوت۔

9.5- جانچ:

- 1- پانچ ایسے الفاظ لکھیے جن کے اعراب کی تبدیلی سے معنی تبدیل ہوتے ہوں؟
- 2- پانچ ایسے ہم آواز الفاظ لکھیے جن کے اعلیٰ اور معنی مختلف ہوں؟
- 3- غلط العام تلفظ اور اعلیٰ کے پانچ پانچ الفاظ صحیح اور غلط دونوں لکھیے؟
- 4- رموزِ اوقاف میں وہ نام اور علامت لکھیے جن کی علامت تو ایک ہے لیکن نام تین؟
- 5- وہ کونسی دو علامتیں ہیں جو ایک ہی مقصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں؟ مع مثال لکھیے۔

جوابات:

-1

- شہدا = (ش۔ ہدا) شہید کی جمع
 شہدا = (شہ۔ دا) آوارہ، بد کردار
 باہر = (با۔ ہر) روشن، واضح
 باہر = (با۔ ہر) بیرون، خارج، اندر کی ضد
 محال = (م۔ حال) محل کی جمع، جائداد
 محال = (م۔ حال) غیر ممکن، مشکل
 مقدمہ = (م۔ قد۔ دمہ) آگے چلنے والا
 مقدمہ = (م۔ قد۔ دمہ) دعویٰ
 مشکل = (مُش۔ کل) شکل دیا گیا، مجسم
 مشکل = (مُش۔ کل) دشوار

-2

- زہرہ = ایک سیارے کا نام
 زہرا = روش، چمکیلا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لقب
 آم = ایک مشہور پھل
 عام = پھیلا ہوا، مشہور

تھیم نمبر 10: تجربات کو زبانی و تحریری ضبط میں لانا

10.1- تعارف:

تجربات کو زبانی و تحریری شکل دینے کا عمل بڑا ہی دلچسپ اور انوکھا ہے۔ اس عمل میں انسان کے ماضی میں پیش آئے واقعات و تجربات کا دیرپا اثر باقی رہتا ہے۔ ان واقعات کو زبانی و تحریری شکل دینے سے قاری ان سے مستفید ہوتا ہے۔ ذاتی و دوسروں کے تجربات انفرادی ہوتے ہیں مگر اجتماعیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

10.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ اس تھیم کا مقصد تجربات سے مثبت پہلو کو اخذ کرنا ہے۔
- ☆ تجربات کی مدد سے خامیوں کو دور کرنا۔
- ☆ سلیس زبان کی مدد سے تجربات کو زبانی و تحریری شکل میں اظہار کرنے کے قابل بنانا۔
- ☆ تجربات کو اس انداز سے پیش کرنا کہ ان واقعات کی ہوبہ ہو عکاسی ہو سکے۔

10.3- مواد:

تجربات کو زبانی و تحریری انداز میں قلم بند کرنے کے دوران درجہ ذیل نکات کو رو بہ عمل لائیں۔

☆ تیاری

☆ تجربات کا انتخاب

☆ تجربات کا تعارف

☆ مواد

☆ اختتام

تیاری:

تجربات کو زبانی و تحریری شکل دینے کیلئے اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ سامعین کی نوعیت کیا ہے؟ آیا یہ تجربات سامعین کیلئے فائدہ

مند ہونگے یا نہیں؟

تجربات کا انتخاب:

تجربات سے مثبت پیغام پہنچانا چاہیے تاکہ سامعین اور قاری ان تجربات سے اپنی ذاتی زندگی کو مثبت سمت عطا کر سکیں۔

تجربات کا تعارف:

تجربات درجہ ذیل پر مبنی ہوں:

☆ ایسے دوست یا رشتہ دار کے متعلق جنہوں نے آپ کو ایک قیمتی سبق دیا ہو۔

☆ ایسے تجربات جن سے مستقبل روشن ہونے کے امکانات ہوں۔

☆ بہت زیادہ اہمیت کے حامل تجربات ہوں۔

☆ تجربات میں ہوئی غلطیوں سے سیکھ لی ہو۔

مواد:

مواد میں واقعات و تجربات کی ہوبہ ہو عکاسی کی جائیگی۔ ان واقعات کو تقویت دینے کیلئے مناسب مثالوں کا انتخاب کیا جائیگا۔

اختتام:

زبانی و تحریری اختتام پر تجربات سے کیا کیا مثبت و منفی پہلو ابھر کر آتے ہیں اس کے مطابق بحث کی جائیگی۔

10.4۔ سرگرمیاں:

- (1) اساتذہ کے چھوٹے چھوٹے گروہ بنائیں۔
- (2) اساتذہ کو یہ ہدایت دیں کہ ان کے اپنے ماضی میں پیش آئے تجربات اور واقعات کا فرداً فرداً اپنے گروہ میں زبانی اظہار کریں۔
- (3) جب ہر ایک ٹیچر اپنے اپنے واقعات پیش کریگا اُس وقت گروہ ہی مباحثے سے یہ طے کریں کہ ان واقعات اور تجربات میں کیا کیا مثبت اور منفی پہلوؤں کو اخذ کیا جاسکتا ہے۔
- (4) ہر ایک واقعہ سے حاصل ہونے والے مثبت پہلوؤں کو سلیس زبان میں قلمبند کرنے کیلئے کہیں۔
- (5) جب تمام گروہ اس سرگرمی کو مکمل کر لیں گے اُس کے بعد باری باری ہر ایک گروہ اپنے اپنے تجربات اور واقعات کو کُل اساتذہ کے سامنے پیش کریگا۔
- (6) اس سرگرمی سے اپنے اور دوسروں کے تجربات کو زبانی و تحریری شکل دینے میں تقویت حاصل ہوگی۔

10.5۔ جانچ:

مندرجہ بالا تقسیم کی جانچ کیلئے ہم درجہ ذیل سرگرمی کا استعمال کریں گے۔ تخت سیاہ پر چند ایسی تصاویر چسپاں کریں گے جس سے تربیت گاہ میں موجود اساتذہ اپنی اپنی زندگیوں کے کسی نہ کسی موڑ پر روشناس ہوئے ہونگے۔ مثلاً قدرتی مناظر کی تصاویر، موٹر گاڑیوں کی تصاویر، کسی میلے کی تصاویر وغیرہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اور اساتذہ کو یہ ہدایت دیں کہ وہ سب سے پہلے اپنی بیاضوں میں ان تصاویر سے متعلق اپنے تجربات کو

قلم بند کر لیں۔ اور پھر کُل جماعت کے سامنے پڑھ کر سنائیں۔ اس سرگرمی سے اپنے اور دوسروں کے تجربات کو زبانی و تحریری انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت کو تقویت ملے گی۔

10.6 - نتیجہ:

تجربات ذاتی ہوں کہ اوروں کے ان سے سبق آموز پہلو نکل کر آتے ہیں۔ جن کی مدد سے مستقبل میں ان غلطیوں کے اعادہ سے بچا جاسکتا ہے۔





تھیم نمبر 11: بر محل زبان کا استعمال

11.1- تعارف:

زبان موقع کے لحاظ سے استعمال کی جانی چاہیے۔ موقع و محل زبان کی نوعیت طے کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تو اس بات کا خیال ہونا چاہیے کہ سامعین کون ہیں؟ اُن کی آپ سے کیا امیدیں وابسطہ ہیں؟ اور کیا مواقع ہیں؟ بر محل زبان کے استعمال کے دوران الفاظ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ درکار ہے۔ الفاظ کے جملوں میں استعمال کا سلیقہ آنا چاہیے۔ کثیر تعداد میں محاورے اور ضرب الامثال ازبر ہوں۔ اور مقرر کو آدابِ مجلس کا علم ہونا ضروری ہے۔

11.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ بر محل استعمال ہونے والی زبان کے اصول سیکھیں گے۔
- ☆ آدابِ مجلس سیکھیں گے۔
- ☆ محاوروں اور ضرب الامثال کا ذخیرہ فروغ پائے گا۔
- ☆ برجستہ تقریر کا سلیقہ آئیگا۔
- ☆ سامعین کی امیدوں کے مطابق گفتگو کرنے کا ہنر فروغ پائے گا۔

11.3- مواد:

بر محل زبان کا استعمال ذہنی نشوونما اور سوچنے کی طاقت کو فروغ دیتا ہے۔ زبان چونکہ سماجی تعلقات کو تقویت دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس لیے صحیح وقت پر صحیح الفاظ اور جملے سماج میں ہمارے لیے مثبت ردِ عمل کا اظہار یہ بنتے ہیں۔ بر محل زبان کا استعمال ایک طرفہ نہ ہو کے دو طرفہ ہوتا ہے۔ یعنی مقرر اور سامعین دونوں کا تبادلہ خیال شامل حال ہوتا ہے۔

جیسا کہ تعارف میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ زبان کا استعمال موقع کے لحاظ سے ہو۔ اب ہمیں اس بات پر غور و فکر کرنا پڑیگا کہ ہمارے مدارس میں مختلف پروگرامس کا انعقاد ہوتا ہے۔ ان پروگرامس کی اہمیت کے مطابق اساتذہ اور طلبہ کو زبان کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے کہ مذکورہ بالا پروگرامس کو کس بابت منعقد کیا گیا ہے اور اس خصوصی موقع پر زبان کی کیا نوعیت استعمال کی جاسکتی ہے۔ یہاں پر نوعیت سے مراد زبان آیا سلیس ہو یا دقیق ہو طے کرنا ہوتا ہے۔ بر محل زبان کے استعمال کیلئے ایک استاد یا طالب علم میں زبان کی باریکیوں کی سمجھ، لسانیات پر عبور، الفاظ کا ذخیرہ، سامعین کی نفس سے واقفیت وغیرہ ضروری اجزاء درکار ہوتے ہیں۔

ہمارے مدارس میں طلبہ (بسا اوقات اساتذہ بھی) زبان کے بر محل استعمال سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اسکی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ ان میں زبان کے بنیادی اصول اور ضوابط سے ناآشنائی، الفاظ کی قلت، بنیادی قواعد کا علم نہ ہونا، محاورے اور ضرب الامثال یاد نہ رہنا وغیرہ ممکنہ وجوہات کی وجہ سے ہمارے اساتذہ اور طلبہ زبان کے بر محل استعمال سے ناواقف ہوتے ہیں۔

11.4- سرگرمیاں:

بر محل زبان کے استعمال کیلئے ہم نے جس سرگرمی کا تعین کیا ہے اس میں گروہی اور انفرادی حکمتِ عملیاں شانہ بشانہ کار کردہ ہونگی۔

گروہی سرگرمی:

- (5) اساتذہ کے چھوٹے چھوٹے گروہ بنائے جائیں گے۔
- (6) ہر ایک گروہ کو ایک صورتِ حال (Situation) دی جائیگی۔
- (7) درجہ ذیل صورتِ حال کا استعمال کیا جاسکتا ہے:
 - (a) مدرسے کے سالانہ جلسے کی نظامت۔
 - (b) مجاہدین آزادی (کسی ایک شخصیت کا انتخاب کر لیں) کے یوم پیدائش پر تقریر۔
 - (c) اپنے اساتذہ کے ساتھ کس طرح گفتگو کریں؟
 - (d) اپنے گھر میں کس طرح گفتگو کریں؟
 - (e) اپنے دوست و احباب کے حلقہ میں کس طرح گفتگو کریں؟
- (8) تمام اساتذہ کو یہ ہدایت دیں کہ وہ اپنے اپنے گروہ میں دی گئی صورتِ حال پر غور و فکر کر کے لائحہ عمل تیار کر لیں۔
- (9) یکے بعد دیگرے تمام گروہ سے اُنکی دی گئی صورتِ حال کے مطابق لائحہ عمل کو تمام کے سامنے اظہار کرنے کا موقع دیں۔
- (10) جب گروہ کے ممبران اپنی اپنی صورتِ حال کے مطابق لائحہ عمل کا اظہار کر رہے ہوں اُس وقت تمام حاضرین کو یہ ہدایت دیں کہ ان اہم نکات کی فہرست بنا لیں۔
- (11) پیش کردہ لائحہ عمل پر سیر حاصل بحث کی جائے۔

انفرادی سرگرمی:

- (1) الگ الگ پرچی پر دئے گئے صورتِ حال کو قلمبند کر لیں۔ اور ایک جگہ میں یہ پرچیاں موڑ کر ڈالیں۔
- (2) اب فرداً فرداً اساتذہ کو اسٹیج پر بلا لیں۔ اور ایک پرچی کا انتخاب کرنے کیلئے کہیں۔
- (3) پرچی پر جو صورتِ حال لکھی ہوئی ہوگی اس کے مطابق اُس استاد کو زبانی طور پر لائحہ عمل کا اظہار کرنا ہوگا۔
- (4) تمام اساتذہ کیلئے یہ عمل دہرایا جائیگا۔

11.5- جانچ:

بر محل زبان کے استعمال کی جانچ کیلئے:

- (1) برجستہ تقریر کا انعقاد کریں۔
- (2) انٹرویو کا انعقاد کریں۔
- (3) گروہی مباحثہ کا انعقاد کریں۔
- (4) سالانہ اجلاس کے لائحہ عمل سے متعلق تحریری مقابلوں کا انعقاد کریں۔

11.6- نتیجہ:

منجملہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بر محل زبان کے استعمال پر دسترس حاصل کرنے کیلئے زبان پر عبوریت ضروری ہے۔ سامعین کی نفس کا مشاہدہ ضروری ہوتا ہے۔ زبان، سامعین اور موقع اگر ان تینوں اجزاء کا فہم ہمارے اندر آجائے تو بر محل زبان کا استعمال یقیناً فروغ پائیگا۔



تھیم نمبر 12: کہانیاں تحریر کرنا

12.1- تعارف:

انسان اپنا مافی الضمیر عموماً دو طریقوں سے دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ایک تحریر، دوسرا تقریر۔ اس کا مطلب ہے جس طرح اپنے خیالات دوسروں تک صحیح طرح پہنچانے کے لیے زبانی (تقریری) طریقہ کار ہے اسی طرح تحریری طریقہ بھی اثر دار ہوگا۔ اسی لیے تعلیمی ماحول میں تحریری صلاحیت کی بھرپور حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ ہر انسان اپنے اندر تخلیقی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہی تخلیقی خیالات اور صلاحیتیں انسان کی اصل کیفیات کو باہر نکالتی ہیں۔

12.2- اغراض و مقاصد:

- ☆ کہانیاں بچوں کے تخیلات کو وسعت دینے میں مددگار ہوتی ہیں جس سے ان کی تخلیقی و تحریری صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔
- ☆ چونکہ کہانیاں دلچسپ ہوتی ہیں جس طرح بچے شوق سے سنتے اور پڑھتے ہیں اسی طرح کہانیاں تحریر کرنے کی طرف راغب ہوں گے۔
- ☆ تخلیقی و تحریری عمل آسان ہوگا۔
- ☆ خود اعتمادی بڑھے گی۔
- ☆ کہانیاں تحریر کر کے شرکاء کے ذوق جمالیات (Aesthetic Sense) میں اضافہ ہوگا۔
- ☆ کہانیوں کے ذریعے شرکاء اپنے مشکل اور مجرد تصورات (Abstract Concept) دوسروں کو سمجھانے کے قابل بنیں گے۔
- ☆ زبان فہمی میں بہتری ہوگی۔
- ☆ کہانی تحریر کرنے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہوگا کہ اس سے شرکاء کی اخلاقی تربیت اور کردار سازی میں مدد ملے گی۔

12.3- مواد:

ہر بچے کے اندر صلاحیتوں اور دلچسپیوں کا ایک مجموعہ ہے۔ ہر بچے کے لیے تعلیم کے ایسے طریقے اپنانے پڑتے ہیں جو ان کے لیے موثر ہوتے ہیں۔ ہر بچے کی ترقی کی شرح الگ ہوتی ہے۔ ایک بچہ بالکل ابتدائی عمر سے لکھنا شروع کر دیتا ہے۔ جبکہ دوسرے کے اندر یہ دلچسپی کئی سالوں بعد پیدا ہوتی ہے۔ اسکول میں اساتذہ کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو اپنے خیالات کے اظہار کا کھل کر موقع دیں تاکہ ان کی تخلیقی و تخلیقی صلاحیت پروان چڑھے۔ اساتذہ کے تعاون اور محنت سے بچے کی تحریری صلاحیت میں بڑھوتری لائی جاسکتی ہے۔ بچے کی تخلیقی سوچ کی کبھی بھی حوصلہ شکنی نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اس کی درست سمت میں رہنمائی کرنی چاہیے۔ بچوں میں یہ شعور اجاگر کرنا بہت ضروری ہے کہ وہ خود سے

اپنے احساسات و جذبات کا عمدہ طریقے سے اظہار کریں۔ یعنی بچہ اگر اپنے طور پر کوئی کام کرنے کی کوشش کر لے تو اسے روک ٹوک کے بجائے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی مکمل آزادی دینی چاہیے۔

بچے تدریجی طور پر سیکھتے ہیں۔ وسطانوی سطح پر بچوں میں تخلیقی و تخیلاتی صلاحیت کو جلا دینے کے لیے چھوٹی چھوٹی کہانیاں تحریر کرنے کا شوق پیدا کیا جائے۔ شروعات میں بچوں کو کہانی سنا کر معلومات فراہم کی جائیں۔ ایسی کہانیاں سنائی جائیں جو بچوں کی نفسیات کی ہم آہنگ ہوں۔ آئیڈیل شخصیات، سماجی کارکنان، بادشاہوں اور اخلاقیات پر مشتمل قصے اور کہانیاں زیادہ موثر ہوتی ہیں۔ اس کا بنیادی مقصد بچوں میں ترغیب اور شوق پیدا کرنا ہونا چاہیے۔

آغاز میں بچوں کو کہانیاں تحریر کرنے میں مشکل پیش آئے گی اور وہ لکھتے ہوئے بار بار غلطیاں کریں گے۔ لیکن ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ بار بار مشق کروانے کے بعد بچے آہستہ آہستہ معیاری کہانیاں لکھنا شروع کر دیں گے اور ان کی تخیلی اور تخلیقی صلاحیت میں بہتری آئے گی۔ تخیل کی قوت جس قدر اعلیٰ درجے کی ہوگی اسی قدر اس کی تخلیق اعلیٰ ہوگی۔

مذکورہ بالا نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے نیچے چند سرگرمیاں دی گئی ہیں جن کو عملی جامہ پہنا کر بچوں میں مطلوبہ صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ تاہم صاحب وسائل ان سرگرمیوں کے علاوہ دیگر سرگرمیاں جو اس مقصد کی تکمیل کرتی ہوں کروا سکتے ہیں۔

12.4۔ سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر 01:

اشاراتی خاکہ (اشارات کا استعمال کرتے ہوئے کہانی لکھنا)

طالب علم۔۔۔۔۔ پڑھائی۔۔۔۔۔ لاپرواہ۔۔۔۔۔ امتحان۔۔۔۔۔ دوبار ناکام۔۔۔۔۔ بے زار۔۔۔۔۔ جنگل کی طرف۔۔۔۔۔ چوڑ۔۔۔۔۔
بندر کا بچہ۔۔۔۔۔ چڑھنے کی کوشش۔۔۔۔۔ گرنا۔۔۔۔۔ چڑھنا۔۔۔۔۔ گرنا۔۔۔۔۔ آخر کار۔۔۔۔۔ کامیاب ہمت پیدا۔۔۔۔۔ خیالات
میں تبدیلی۔۔۔۔۔ دل لگا کر۔۔۔۔۔ پڑھائی۔۔۔۔۔ کامیاب۔۔۔۔۔ نصیحت۔۔۔۔۔

صاحب وسائل اس طرح کے اشاراتی خاکے دے کر اس پر کہانی لکھنے اور اس کاموزوں عنوان لکھنے کیلئے کہے پھر شرکاء کو فرداً فرداً کہانی کر جماعت میں پڑھ کر سنانے کیلئے کہے۔

سرگرمی نمبر 02:

تمام شرکائے تربیت کو دائروی شکل میں بٹھایا جائے۔ اب صاحب وسائل ایک جملہ دیں اور ہر شریک کار کو ایک معنی خیز جملہ کہہ کر کہانی بنانے کیلئے کہیں۔ تمام شرکاء ہر جملہ کو نوٹ کرتے جائیں۔ ہر شریک کار اپنے جملہ کہہ کر کہانی بنتا جائے گا۔ اس طرح بیان کردہ جملوں سے ایک کہانی ابھر کر سامنے آئے گی۔ آخر میں کوئی ایک شریک کار پوری کہانی باواؤ بلند پڑھ کر سنائے۔

مثال:

- 1) صاحب وسائل: کسی گاؤں میں سنی نام کا ایک لڑکار ہوتا تھا جو بہت کاہل تھا۔
- 2) شریک کار 01: وہ ہمیشہ خیالی پلاؤ پکاتا رہتا اور دن میں خواب دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے سوچا کہ کیوں نہ اس کے پاس ایک سائیکل ہو۔
- 3) شریک کار 02: یہی سوچتے سوچتے وہ سو گیا۔ خواب میں اُس نے دیکھا کہ اس کے گھر کے پیچھے والے باغ میں جھاڑیوں کے قریب ایک خزانہ دفن ہے۔ ایک بڑے سے صندوق میں ڈھیر سارے سونے کے سسے ہیں۔
- 4) شریک کار 03: وہ فوراً جاگ گیا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ خزانے والا صندوق حاصل کرے گا اور سونے کے سکوں کو بیچ کر اپنے لیے ایک سائیکل خرید لے گا۔
- 5) شریک کار 04: وہ کھدائی کے لیے باغ پہنچا اور اس نے کھدائی شروع کی۔
- 6) شریک کار 05: کڑی دھوپ میں وہ کھدائی کرتا گیا، کرتا گیا، یہاں تک کہ اُسے کچھ نظر آنے لگا۔
- 7) شریک کار 06: وہ خوشی خوشی نیچے دیکھنے لگا۔ لیکن وہاں گڑھے میں صندوق کی بجائے ایک بڑی سی ہڈی نظر آئی جو شاید کسی جانور نے یہاں چھپائی تھی۔
- 8) شریک کار 07: سنی کو یہ دیکھ بڑا غصہ آیا۔ اس کی ساری محنت بیکار گئی تھی۔ تبھی سنی کی ماں وہاں آگئیں۔
- 9) شریک کار 08: اور وہ یہ دیکھ کر بڑی خوش ہوئیں کہ سنی نے باغ میں ایک گڑھا کھودا ہے۔
- 10) شریک کار 09: وہ خوش ہو کر بولیں "شکریہ بیٹا! دراصل میں باغ میں ایک گلاب کا نیا پودا لگانا چاہ رہی تھی۔ اسکے لیے گڑھا کھود کر تم نے میرا کام آسان کر دیا۔"
- 11) شریک کار 10: پھر بولیں "بتاؤ بھلا تمہاری اس محنت کا کیا صلہ دوں؟"۔ "بتاؤ تمہیں کیا چاہیے؟"۔
- 12) شریک کار 11: سنی خوش ہو کر بولا۔ "ماں مجھے ایک سلور کلر کی سائیکل چاہیے۔"
- 13) شریک کار 12: ماں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے بیٹا۔ دوپہر میں چلیں گے۔ تم تیار رہنا۔"
- 14) شریک کار 13: سنی کو اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔ کیونکہ اس کو اس کا خزانہ مل چکا تھا۔
- 15) شریک کار 14: ماں نے پھر کہا۔ "مگر میری ایک شرط ہے کہ تم سائیکل بہت دھیان سے چلاؤ۔ اور ایسی جگہوں پر نہیں جاؤ گے۔ جہاں سڑک پر ٹرافک ہوتی ہے۔"
- 16) شریک کار 15: "جی ماں! آپ جیسے کہو۔"
- 17) شریک کار 16: آخر کتنی کو اس کی سائیکل مل چکی تھی اور اُس کو ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ واقعی یہ سائیکل اس کی اپنی ہے یا وہ خواب دیکھ رہا ہے۔

(18) شریک کار 17: اس کہانی سے ہمیں یہ نصیحت ملتی ہے کہ محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

سرگرمی نمبر 03:

صاحب وسائل تصویری چارٹ دکھائے گا۔ اور شرکائے تربیت کو کہانی تحریر کرنے کے لیے کہے گا۔



2



1



3



5



4

چنانچہ درج بالا سرگرمیاں کروا کر شرکائے تربیت کو بہت حد تک کہانیاں تحریر کرنے کے فن کی طرف راغب کروایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ کہانیاں نہ صرف تاریخ کو محفوظ کرنے کا کام سرانجام دیتی ہیں بلکہ ایک نسل سے دوسری نسل میں زندگی کے تجربات منتقل کرنے اور تہذیبوں کو زندہ رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

12.5- جانچ:

صاحب و مسائل جانچ کیلئے نیچے دی گئی سرگرمیاں کروا سکتے ہیں۔

سرگرمی نمبر 01:













شرکائے تربیت کو کوئی بھی تصویر دی جائے۔ وہ تصویر کسی کتاب، رسالے، میگزین یا اخبار سے لی جاسکتی ہے۔ شرکا اس تصویر کو دیکھ کر اپنے الفاظ میں کہانی لکھیں اور کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیں۔



سرگرمی نمبر 02:

شرکائے تربیت کی جانچ کیلئے دوسری سرگرمی دی جائے جس میں چند اشارات ہوں۔ ان میں کچھ اشارات تصاویر پر مبنی ہوں، کچھ الفاظ پر اور کہیں کہیں خانہ پڑی کرنے کیلئے مناسب جگہ دی گئی ہو۔

مثلاً: مجھے مکمل کیجئے:

ایک خوبصورت صبح  طلوع ہو رہا تھا۔ مگر میرا  ابھی تک سو رہا تھا۔ اور میری  بھی سو رہی تھی۔ اچانک  نے ایک  کو دیکھا اور بچاؤ بچاؤ چلانے لگی۔ یہ سن کر  اور  نے خود کو ایک  میں چھپا لیا۔ اور  نے اپنے آپ کو  میں چھپا لیا۔ اور  اپنا سا  لے کر رہ گئی۔ یہ دیکھ کر  مسکرانے لگا اور اپنی پوری آب و تاب سے چمکنے لگا۔

12.6- نتیجہ:

بلاخرہ شرکائے تربیت میں کہانیاں تحریر کرنے، اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنے، اپنے احساسات و جذبات کو صحیح طور پر پیش کرنے کی صلاحیت کو فروغ حاصل ہو گا۔ ان کی تخیلاتی اور تخلیقی صلاحیت میں بہتری آئے گی۔ ذہنی وسعت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا۔



حوالہ جات

- (1) ایم آئی ایل (اُردو) - I (نظامتِ فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی حیدرآباد)
- (2) ہمارے محاورے (پروفیسر نعمان ناصر اعوان)
- (3) لغت (مولوی عبدالحق)
- (4) تاریخ ادبِ اُردو (ڈاکٹر سید اعجاز حسین)
- (5) اُردو ادب میں طنز و مزاح (وزیر آغا)
- (6) اُردو طنز و مزاح کے ارتقاء میں اودھ پنچ اور شگوفہ کا حصہ (ڈاکٹر فیاض احمد فیضی)
- (7) ہشتم جماعت کی درسی کتاب "نوبہارِ ادب" KTBS
- (8) فیروزالغات (مولوی فیروز الدین)
- (9) ندائے اُردو (جماعتِ ششم اور ہفتم)
- (10) نوبہارِ ادب (جماعتِ ہشتم)
- (11) فرہنگِ ادبیات (سلیم شہزاد)
- (12) قواعدِ اُردو (مولوی عبدالحق)



ماڈیول برائے اُردو اساتذہ (جماعتِ ششم تا ہشتم)

زبانِ اُردو کی تدریس کے دوران ضرورت مندی کا تجزیہ

اصنافِ ادب کا تعارف

تصویرات و تخیلات کو زبانی و تحریری ذرائع سے روبہ عمل لانا

اقوالِ زرین کی وضاحت

اشعار کی تشریح (مع شعری اصطلاحات)

محاوروں اور ضرب الامثال کی تفہیم

ظرافت کا مزاج پیدا کرنا

دلچسپ انداز میں قواعد کی تفہیم

تحریر کو لغت، کتب خانہ اور انٹرنیٹ کی مدد سے سمجھانا

تلفظ، املا اور رموزِ اوقاف

تجربات کو زبانی و تحریری ضبط میں لانا

بر محلِ زبان کا استعمال

کہانیاں تحریر کرنا

آلور و وینکٹ راؤ مرکز برائے فروغِ لسانیات

شہ آرا اُردو